تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

لاہور ہفت روزہ

ندائے خلافت

جاری کردہ : اقتدار احمد مرحوم ۲۴ ستمبر ۱۹۹۷ء مدیر : حافظ عاکف سعید

تہذیب و تزکیہ نفس کا اصل ذریعہ : جہاد فی سبیل اللہ

"....علاج کے ضمن میں پہلا نکتہ رجوع الی القرآن ہے' اور دوسرا یہ ہے کہ مخالفت نفس کے لئے دوبارہ دعوت و اقامت دین کی جدوجہد کی طرف پلٹا جائے۔ عبادات میں تقرب بالفرائض پر زور ہو اور صوفیاء کے دور میں نفلی عبادات پر جو "overemphasis" ہو گیا تھا اس سے رجوع کیا جائے۔ اس معاملے میں بھی جو مسنون عبادات ہیں ان کی حد تک تو ہر شخص کوشش کرے' لیکن تہذیب و تزکیہ نفس کا اصل ذریعہ جہاد فی سبیل اللہ کو بنایا جائے اور ساری محنت و مشقت دعوت و اقامت دین کے راستے میں صرف کی جائے۔ میں آپ کو تجزیہ کر کے بتا چکا ہوں کہ مخالفت نفس کی ریاضتوں کے ذریعے جو مقاصد حاصل کئے جاتے تھے وہ تمام کے تمام جہاد کے راستے سے بھی پورے ہو جاتے ہیں۔ اس میں محنت و مشقت ہے' جو نفس کی طلب و استراحت و آرام کے خلاف ہے' اس میں انفاق وقت و مال ہے جو حب مال کے منافی ہے۔ آپ خطرات مول لیتے ہیں' اور دعوت آگے بڑھتی ہے تو جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں آنے کا مرحلہ بھی آتا ہے اور یہ بقائے ذات اور بقائے نسل کے داعیات کی مخالفت ہے۔

اب غلبہ دین کا دور نہیں ہے' اسلام اس وقت سلطنت و ریاست کے دور میں نہیں ہے' بلکہ حدیث نبویؐ کی رو سے یہ تو اسلام کی غربت کا زمانہ ہے۔ بدا الاسلام غریبا وسیعود کما بدا فطوبی للغرباء۔ لہٰذا منطقی طور پر بھی یہ بات درست ہے اور معقول و مطلوب بھی کہ اب دوبارہ جہاد فی سبیل اللہ کی طرف رجوع کیا جائے"۔

(اقتباس "مروجہ تصوف یا سلوک محمدیؐ؟ یعنی احسان اسلام!" از ڈاکٹر اسرار احمد)

عاکف سعید

"کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟"

مملکت خداداد پاکستان کو سود کی نجاست سے پاک کرنے کے ضمن میں حکومت پاکستان کی جانب سے کوئی ٹھوس پیش رفت تاحال سامنے نہیں آسکی ہے۔ اس بارے میں وزیر اعظم پاکستان کی جانب سے بظاہر التفات کی روش لیکن عملاً "طرز تغافل" کے باوجود امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد کی جانب سے تاحال "اک عرض تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے" کا مظاہرہ ہوا ہے۔ اور کیوں نہ ہوتا' اس معاملے سے امیر تنظیم کی کوئی ذاتی غرض وابستہ نہیں ہے' یہ دین و شریعت کا معاملہ ہے' اور اس قدر سنجیدہ اور تشویشناک معاملہ ہے کہ اگر سود کو ہم ملکی سطح پر ختم نہیں کرتے تو نہ صرف یہ کہ اللہ کی نصرت و تائید سے محروم رہتے ہیں بلکہ اللہ اور رسول کی جانب سے ہمارے خلاف وہ حالت جنگ مسلسل برقرار رہتی ہے جس کا ذکر سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۷۹ میں صریح الفاظ میں وارد ہوا ہے۔ اس صورت میں ہمارا شمار دین حق کے علمبرداروں میں نہیں بلکہ ابلیس کے پیروکاروں میں ہو گا جو اللہ اور اس کے دین کے خلاف صف آراء اور برسرپیکار ہیں۔ اور ظاہر بات ہے کہ اللہ اگر ہم سے ناراض ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اس کے عتاب سے نہیں بچا سکتی (ان یخذلکم فمن ذاالذی ینصرکم من بعدہ) نہ چچا سام ہمارے کسی کام آسکتے ہیں نہ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے سایہ عاطفت میں ہمیں کوئی پناہ میسر آسکتی ہے —— ہمارے ملک میں نام نہاد پڑھے لکھے لوگوں کا ایک مخصوص طبقہ حدیث و سنت کی حجیت کا قائل نہیں ہے اور "حسبنا کتاب اللہ" (ترجمہ : "ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے") کا گمراہ کن نعرہ بلند آہنگ کے ساتھ لگانے کو باعث فخر سمجھتا ہے۔ دین کے بعض تفصیلی احکام میں یہ حضرات حدیث کو نہ ماننے اور سنت کی اہمیت کو تسلیم نہ کرنے کے باعث اجماع امت سے مختلف رائے رکھتے ہیں لیکن سود کی حرمت کا معاملہ تو حدیث رسولؐ ہی میں نہیں قرآن حکیم میں بھی اتنے واضح اور دو ٹوک انداز میں وارد ہوا ہے کہ اس سے صرف نظر کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔ لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ ہمارے رجال دین اکثر و بیشتر ان فقہی اختلافات کے معاملے میں باہم دست و گریبان رہتے ہیں جو دین میں بنیادی اہمیت کے نہیں' ثانوی بلکہ ثالثی درجے کی اہمیت کے حامل ہیں۔ اور جو لوگ خود کو اہل قرآن کہتے ہیں وہ بھی قرآن پر عمل کرنے اور قرآن کے عطا کردہ دین حق کے غلبہ و نفاذ کی جدوجہد میں شریک ہونے کی بجائے قرآن کی آیات بینات کی نت نئی تاویلیں کرنے اور سنت کی اہمیت کو کم کرنے اور احادیث کو غیر معتبر ثابت کرنے کے لئے الٹے سیدھے دلائل جمع کرنے میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جس گناہ کے ارتکاب پر قرآن و حدیث' دونوں میں شدید ترین وعید اور دھمکی وارد ہوئی ہے اس کے تدارک کے لئے پچھلے پچاس سالوں میں ہم نے کیا سعی کی ہے؟ اور کونسی اجتماعی جدوجہد کی ہے؟ یہ ہمارا وہ قومی جرم ہے جس میں پوری قوم برابر کی شریک ہے' اور قدرت کا یہ اصول ہے کہ ؎

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
نہیں کرتی کبھی ملت کے گناہوں کو معاف

اور اس بات کا تعین کرنے کے لئے کہ اللہ کی رحمت ہم پہ سایہ فگن ہے یا ہم اس کے زیر عتاب ہیں' پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ پر ایک سرسری نگاہ ڈالنا کافی ہو گا۔

حکومت نے سودی نظام کے خاتمے اور بلاسود بینکاری کے نظام کی تشکیل کے لئے راجہ ظفرالحق کی قیادت میں جو بورڈ تشکیل دیا گیا ہے اس کا کام فقط اتنا ہے کہ وہ ملک میں بسنے والے دین پسند عناصر کی تسلی کے لئے وقتاً فوقتاً یہ بیان جاری کرتا رہے کہ ہم نے متبادل نظام کا خاکہ تیار کر لیا ہے اور آئندہ چند دنوں میں اس بارے میں بل قومی اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔ باخبر ذرائع ان کے اس دعوے کی تصدیق نہیں کرتے۔ اور راجہ ظفرالحق صاحب کے بیانات کے باوجود تاحال کسی مثبت پیش رفت کا سامنے نہ آنا بھی اس شبے کو تقویت دیتا ہے کہ حکومت اس معاملے میں سنجیدہ نہیں ہے اور راجہ صاحب کے بیانات کی حیثیت بھی وقت گزاری کے حربہ سے زائد نہیں —— قریباً تین ہفتے قبل راقم کو جامعہ اشرفیہ کے مہتمم مولانا عبدالرحمٰن صاحب اشرفی سے جو آجکل بیت المال کے امین ہونے کے ناطے اہم سرکاری منصب پر فائز ہیں' حرم مکی میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا بھی عمرے کی غرض سے وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولانا نے ہمیشہ کی طرح شفقت فرماتے ہوئے جہاں والد محترم اور امیر تنظیم اسلامی کی خیریت دریافت کی اور ان کے گھٹنے کی تکلیف کا سن کر قبلہ رو ہو کر شفایابی کی دعا کی وہاں یہ خوشخبری بھی راقم کو سنائی کہ آپ کے والد صاحب کی کوششوں کے نتیجے میں بالآخر سود کے خاتمے کا امکان پیدا ہوا ہے اور فرمایا کہ راجہ ظفرالحق نے چند روز قبل اپنے ایک بیان میں یہ "بشارت" دی ہے کہ چند دن کے اندر اندر سود کے خاتمے کا اعلان کر کے متبادل نظام پیش کر دیا جائے گا۔ مولانا نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک سعودی عالم دین سے راقم کا تعارف کراتے ہوئے انہیں بھی یہ بتایا کہ پاکستان کے ایک نامور عالم دین ڈاکٹر اسرار احمد کی کوششوں کے نتیجے میں ملک میں سود کے خاتمے اور شریعت کے نفاذ کی منزل قریب آگئی ہے۔ بلاشبہ یہ مولانا کی وسیع الظرفی اور دین سے ان کے لگاؤ کا نمایاں مظہر ہے کہ انہوں نے والد محترم کا ذکر ان الفاظ میں کیا —— تاہم آج تین ہفتے سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی اس خبر کو سننے کے لئے کان ترس رہے ہیں جو مولانا اشرفی مدظلہ نے حرم مکی میں سنائی ہے —— یہ ضرور ہے کہ چند روز قبل راجہ ظفرالحق کا یہی بیان پھر اخبار میں پڑھنے کو ملا کہ چند دن کے اندر اندر متبادل معاشی نظام کا بل اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا"۔ اس پر اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ "تیری آواز مکے اور مدینے!"

بہرکیف' اس کے باوجود کہ سودی نظام کے خاتمے کے ضمن میں تاحال کوئی مثبت عملی پیش رفت سامنے نہیں آئی' یہ امرواقعہ ہے کہ ملک کے علمی اور صحافتی حلقوں میں سود کے خاتمے اور بلاسود بینکاری کے نظام کی تشکیل کی اہمیت پر گفتگو اب کثرت کے ساتھ کی جانے لگی ہے۔ گویا "بات چل نکلی ہے' اب دیکھیں کہاں تک پہنچے!" —— اس کا بڑا کریڈٹ یقینی طور پر تنظیم اسلامی اور اس کے امیر کو جاتا ہے جو برس ہا برس سے سودی نظام کی خباثت اور شناعت سے قوم کو آگاہ کر رہے ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

چند روز قبل جنگ فورم کے تحت منعقد ہونے والے ایک سیمینار میں جو "سود سے نجات کیسے ممکن ہے؟" کے زیر عنوان منعقد ہوا' علمائے کرام اور اہل دانش اس امر پر متفق نظر آئے کہ یہ سود کی لعنت کے اثرات بد ہیں جو گرانی' افراط زر' بیروزگاری اور معاشی بدحالی کی صورت میں پاکستانی قوم پر مسلط ہیں۔ اور یہ کہ سودی نظام کا خاتمہ ہماری اولین ترجیحات میں ہونا چاہئے اور اس کے لئے اجتماعی کوشش اور عوامی تحریک کا برپا کرنا ایک ناگزیر تمدنی ضرورت اور دینی فریضہ ہے۔ بحمد اللہ یہ طرز فکر نہایت خوش آئند ہے' لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ سودی نظام کے خاتمے اور سرمایہ پرستی کے سفینے کی غرقابی کی خواہش کا محض اظہار ہی کفایت کرے گا یا فی الواقع اس کے لئے اجتماعی جدوجہد کرنے اور عملی قدم اٹھانے پر بھی ہمارے رجال دین آمادہ ہو سکیں گے۔ اس لئے کہ تیزی سے گزرتا ہوا وقت چیخ چیخ کر پکار رہا ہے کہ ع "پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے" —— اور آج کے اخبار کی رو سے وزیر اعظم پاکستان بھی یہ دہائی دینے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ "سودی قرضوں کا بوجھ انسانی ترقی کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے جو ہمارے تمام وسائل کو نگل رہا ہے" ——

فاعتبروا یا اولی الابصار

جنگ فورم میں "سود سے نجات کیسے ممکن ہے" کے عنوان پر منعقدہ سیمینار میں شریک

علماء کرام اور اہل دانشور کا سودی نظام کے خلاف اظہار خیال

مولانا عبدالستار نیازی نے کہا کہ جب تک ہم امریکی غلامی سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں نہیں آ جاتے اسی طرح بھٹکتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ سود سے نجات پاکستان ہی کا نہیں بلکہ عالم اسلام کا مسئلہ ہے لہٰذا عالم اسلام کا ایک بینک قائم ہونا چاہئے جو اسلامی معیشت کا علمبردار ہو۔ قائداعظم محمد علی جناح نے سٹیٹ بنک آف پاکستان کے افتتاح کے موقع پر یورپی بنکوں اور عالمی نظام معیشت پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا تھا ہم یہاں ایک مثالی معاشی نظام تشکیل دیں گے جو استحصال اور منافقت سے پاک ہو گا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک نے سود اور سودی نظام سے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے کہا اس کا متبادل حل مکمل طور پر موجود ہے' اسلامی نظریاتی کونسل نے تاجروں' علماء اور بنکاروں کو اکٹھا کر کے ایک مکمل رپورٹ تیار کی تھی جسے شائع بھی کیا گیا لیکن اس پر عمل درآمد کی راہ میں روڑے اٹکا دیئے گئے اور یہ رپورٹ بیوروکریسی کی نذر ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ جب تک قوم سوئی رہے گی یہ قوانین اور فیصلے الماریوں میں منتقل ہوتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی تنخواہیں سود سے کھا رہے ہیں جو حرام ہیں۔

انجینئر سلیم اللہ خان نے کہا کہ پاکستان کی بقاء اور ہماری عاقبت کا انحصار سود کے خاتمے پر ہے۔ یہ ہمارا ایمانی اور نظریاتی مسئلہ ہے۔ کلام پاک کے مطابق سود کا کاروبار اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ ہے اور گزشتہ پچاس سال سے اس جنگ کے اثرات ہماری قوم پر واضح ہیں اور ہم ایک ناکام اور ہزیمت زدہ قوم بن چکے ہیں' اگر ہم پاکستان بناتے وقت ۱۵۰ سالہ غلامی کی زنجیر توڑ سکتے ہیں تو آج سود کے خلاف بغاوت کیوں نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام مشترکہ سرمایہ کاری کی اجازت دیتا ہے' سود سے منع کرتا ہے انہوں نے کہا آج دو سو ارب روپے سود کی قسط ہے جو ۴ سال بعد ۴۰۰ ارب کی ہو جائے گی اور ہمارا تمام تر بجٹ سود کی ادائیگی میں چلا جائے گا۔ اگر ہم ۹۰ء سے ۹۳ء تک بغیر قرضوں کے حکومت چلا سکتے ہیں تو آج کیوں نہیں چلا سکتے۔ ہمیں اب سودی قرضے واپس کرنے سے انکار کر دینا چاہئے اور ہمیں اب ڈیفالٹر (Defaulter) ڈیکلیئر ہو جانا چاہئے تاکہ ہم اپنے قدموں پر کھڑے ہو سکیں۔ انہوں نے کہا کہ آج سود کو بین الاقوامی طور پر برباد کرنے والا عنصر مانا گیا ہے اور جرمنی جیسے ممالک اس سے نجات کا متبادل سوچ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا رشوت' بدعنوانی' سٹہ یہ سب سود کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ضیاء الحق کا نظام بھی آدھا تیتر اور آدھا بٹیر تھا۔ سود کے متبادل اسلامی معاشی نظام پر اس وقت اسلامی مفکرین کی ۲۵۰ کتابیں مارکیٹ میں موجود ہیں ان میں سے ۱۶۱ کتابیں پاکستانی مفکرین کی ہیں ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا جب پاکستان بنا تو اس کے بجٹ میں سود کا کہیں ذکر نہ تھا لیکن آج یہ ۳۰ ارب ڈالر ہے۔ آج ہم ۵۰۰ ارب روپے کے بجٹ میں ۲۰۰ ارب سود کی واپسی اور ۱۳۰/ ارب دفاع پر خرچ کرتے ہیں جبکہ ہماری لوکل آمدن ۳۰۰ ارب روپے ہے۔ ہمیں تو دفاع کے لئے بھی ۳۰ ارب روپے قرض لینا پڑتا ہے اور باقی معیشت قرضوں پر انحصار کر کے چلاتے ہیں۔

مولانا امیر حسین گیلانی نے کہا کہ سود کی حرمت مسلمانوں کے درمیان اختلافی مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک متفقہ موضوع ہے اور ہمیں اس برائی کے خلاف قوت ایمانی سے کام لینا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ سے سود کے مسئلے پر شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل ایک کھلا دھوکہ اور فریب ہے اور یہ دھوکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ حکومت اس مسئلے پر منافقت سے کام لے رہی ہے۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے کہا کہ حکمرانوں کی طرف سے معاشی' سماجی اور تعلیمی معیار سے مجبوری کی معذوری ایک بہانہ ہے جو سود کو جاری رکھنے کے لئے اختیار کیا جا رہا ہے۔

برائے توجہ ملتزم رفقاء تنظیم اسلامی پاکستان

ملتزم رفقاء کا ایک چھ روزہ مشاورتی و تربیتی اجتماع

۲۶ اکتوبر بعد نماز عصر تا یکم نومبر بعد دوپہر' قرآن آڈیٹوریم لاہور میں منعقد ہو گا۔ تمام ملتزم رفقاء کے لئے اس اجتماع میں ہمہ وقتی شرکت لازم ہو گی

المعلن: ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان

امیر تنظیم اسلامی کا ایک نہایت جامع درس قرآن

اطاعت کا قرآنی تصور

کتابی شکل میں دستیاب ہے

صفحات ۴۴' قیمت ۷ روپے

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

مغربی تہذیب کے دلدادہ مسلمہ حقائق کو بھی جھٹلا رہے ہیں!

خواتین کمیشن کی پیش کردہ تمام سفارشات کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے

"نفاذ شریعت کے ضمن میں اگر حکومتی پارلیمانی پارٹی نواز شریف کی راہ میں حائل ہے تو مجھے موقع دیا جائے کہ انہیں قائل کرسکوں"

خواتین کمیشن کے واحد عالم دین رکن نے کمیشن کی مجوزہ سفارشات سے اختلاف کیا' مگر ان کے اختلافی نوٹ کا کہیں ذکر تک موجود نہیں ہے

مساوات مرد و زن کا نظریہ دور حاضر کا ایک ابلیسی فتنہ ہے' جس نے مغربی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے

امیر تنظیم اسلامی وداعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے ۱۲/ ستمبر ۹۷ء کے خطبہ جمعہ کی تلخیص

مرتب : نعیم اختر عدنان

بے نظیر دور حکومت میں قائم ہونے والے "کمیشن آف انکوائری فار ویمن" کی رپورٹ گزشتہ ماہ قومی اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ امیر تنظیم اسلامی اس رپورٹ کی اشاعت کے وقت امریکہ کے دعوتی دورہ پر تھے۔ امریکہ سے وطن واپس آنے کے بعد روزنامہ خبریں لاہور کے نمائندہ خصوصی نے قرآن اکیڈمی میں امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ سے خواتین کمیشن کی رپورٹ کے اہم مندرجات پر تفصیلی انٹرویو لیا' بعدہ امیر محترم نے اسی حوالے سے نظریہ مساوات مرد و زن کو اپنے خطاب جمعہ کا موضوع بنایا۔

خطبہ مسنونہ اور موضوع سے متعلق آیات کی تلاوت کے بعد "خواتین کمیشن رپورٹ کے مغالطے" کے موضوع پر امیر تنظیم اسلامی نے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اردو اخبارات میں خواتین کمیشن کی رپورٹ تمام قومی اخبارات میں "خبر" کے انداز میں مختصراً شائع ہوئی' ہم انگریزی روزنامہ "The Nation" میں ۲۴'۲۶ اور ۲۷/ اگست ۹۷ء کی اشاعتوں میں یہ رپورٹ تفصیلاً شائع ہوئی۔ خواتین کمیشن رپورٹ میں اسلام کی بنیادی تعلیمات کے منافی سفارشات پیش کی گئی ہیں۔ اس کمیشن کے سربراہ جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد اگرچہ اچھی شہرت کے حامل ہیں' مگر ان کی سربراہی میں قائم خواتین کمیشن کی پیش کردہ سفارشات سے ان کی شخصیت مجروح ہوئی ہے۔ موصوف نہ صرف میرے عزیزوں میں سے ہیں بلکہ پاکستان سٹیٹ بینک کے پہلے گورنر زاہد حسین مرحوم کے فرزند بھی ہیں۔

اس کمیشن کے واحد عالم دین رکن' مولانا طاسین صاحب نے کمیشن کی پیش کردہ کئی سفارشات سے اختلاف کیا مگر روزنامہ "دی نیشن" میں شائع ہونے والی مذکورہ رپورٹ میں مولانا طاسین کے اختلافی نوٹ کا کہیں تذکرہ تک موجود نہیں ہے۔ چنانچہ مولانا موصوف کے اختلافی نوٹ کے بغیر مجوزہ سفارشات کی اشاعت دھوکہ دہی کے مترادف ہے۔ اس اختلافی نوٹ کی عدم اشاعت کی وجہ سے یہ نتیجہ نکالنے اور تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ گویا رپورٹ کی جملہ سفارشات کو کمیشن کے تمام اراکین کی جانب سے مکمل تائید حاصل ہے۔ جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال بھی اس کمیشن کے رکن تھے۔ مگر انہوں نے بوجوہ کمیشن سے علیحدگی اختیار کرلی۔ خواتین کمیشن کل دس اراکین پر مشتمل تھا جس میں جسٹس ناصر اسلم زاہد (چیئرمین) کے علاوہ بیرسٹر یحییٰ بختیار اور سینیٹر مسعود کوثر شامل تھے جبکہ سات خواتین اراکین میں عاصمہ جہانگیر' فضہ جونیجو' شہلا ضیاء' ریحانہ سرور اور شہناز جاوید کے نام قابل ذکر ہیں۔

میں مولانا طاسین کے علم و تقویٰ کا معترف اور قائل ہوں' مولانا مجتہد اور روشن خیال عالم دین ہیں۔ وہ ایک نیک نیت' شریعت کے پابند اور کتاب و سنت کی حدود کے اندر رہنے والی شخصیت ہیں' حلقہ دیوبند کے سینئر علماء میں مولانا کا شمار ہوتا ہے مگر اس سب کے باوجود مولانا کی بعض اجتہادی آراء سے خود حلقہ دیوبند کے علماء بھی اختلاف رائے رکھتے ہیں۔

اس اجتماع جمعہ کے ذریعے میں حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ خواتین کمیشن کی پیش کردہ تمام سفارشات کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے۔ بے نظیر صاحبہ کے دور حکومت میں قائم ہونے والا کمیشن اسی طرح کی سفارشات پیش کرسکتا تھا' وہ اس لئے کہ اسلامی حدود و تعزیرات کے بارے میں خود بے نظیر کے موقف اور ان کے طرز معاشرت سے ہم سب واقف ہیں۔ خواتین کمیشن کی رپورٹ درحقیقت بین الاقوامی صیہونی سازش کا حصہ ہے۔ صیہونی تحریک پوری دنیا کے انسانوں کو اپنا زیردست اور محکوم بنانا چاہتی ہے چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے سودی نظام کے ہتھکنڈوں کے ذریعے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے عالمی مالیاتی اداروں کا دنیا بھر میں جال پھیلا دیا گیا' اسی مالیاتی استعمار کا نام نیو ورلڈ آرڈر ہے۔ یہی صیہونی تحریک شرم و حیا اور عصمت و عفت کے تمام تصورات کا نام و نشان مٹا کر معاشرتی اور تمدنی سطح پر ہر انسان کو حیوان بنانے کے درپے ہے تاکہ اپنے مالیاتی استعماری نظام میں وہ اسے کولہو کے بیل اور رلدو اونٹ کی طرح استعمال کرسکے۔ مشہور امریکی دانشور سیموئیل پی ہنٹنگٹن نے تہذیبوں کا تصادم (Clash of Civilizations) کے عنوان سے ایک زوردار مقالہ لکھا' جس میں اس نے مسلم اور چینی تہذیبوں کو مغرب کے لئے حقیقی اور واقعی خطرہ قرار دیتے ہوئے ان سے نبٹنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ خواتین کے حقوق

سے متعلق بیجنگ اور قاہرہ میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنسیں مسلمانوں کے معاشرتی نظام کو تہہ و بالا کرنے کے اسی صیہونی پلان کا حصہ ہیں۔

عورت اور مرد کی مساوات اور لبرل ازم کے نام پر مسلم تہذیب کے آخری حصار یعنی خاندانی نظام اور چادر و چار دیواری کے خاتمے کے بغیر عالمی سطح پر مادر پدر آزاد سیکولر عالمی تہذیب کا قیام ناممکن ہے چنانچہ نظریہ مساوات مرد و زن اور عورتوں کی آزادی کی موجودہ تحریک کا اصل پس منظر یہی ہے۔ دستوری سطح پر نفاذ اسلام سے روگردانی کی وجہ سے پاکستان کا بنیادی نظریہ اگرچہ اب ایک پریشان خواب بن چکا ہے' تاہم ان اساسی نظریات کے حوالے سے بھی جن کا تعلق تاسیس پاکستان کے ساتھ ہے' اس رپورٹ میں کھلم کھلا انحراف کیا گیا ہے۔

ملک میں وفاقی شرعی عدالت جیسے آئینی ادارے کی موجودگی میں کمیشنوں کے قیام کی روش اب ترک کر دینی چاہئے ورنہ کھلے اور صاف طریقہ سے یہ اعلان کر دیا جائے کہ اس ملک کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ دستوری سطح پر قرآن و سنت کو سپریم حیثیت دے کر تمام پیش آمدہ مسائل کے لئے وفاقی شرعی عدالت کے پلیٹ فارم ہی کو واحد ذریعہ کے طور پر اختیار کیا جانا چاہئے' وہ اس لئے کہ یہی وہ ادارہ ہے جس کے پاس قوت نافذہ ہے۔ اس آئینی ادارے کی موجودگی میں اسلامی نظریاتی کونسل جیسے ادارے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی اور کمیشنوں کا قیام تو محض وقت اور پیسے کا ضیاع ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کا ادارہ کچھ علماء کی اشیرباد حاصل کرنے اور سیاسی رشوت کا ذریعہ بن کر رہ گیا ہے' اس ادارے کے پاس چونکہ رتی بھر قوت نافذہ بھی نہیں ہے لہٰذا اس کی پیش کردہ سفارشات ردی کی ٹوکری کی نذر ہو جاتی ہیں۔ قرار داد مقاصد کو دستور کا باقاعدہ حصہ بنانا بلاشبہ ضیاء الحق مرحوم کا کارنامہ ہے' اسی کے نتیجے میں وفاقی شرعی عدالت کا قیام عمل میں آیا لہٰذا اب ہر ایک کو اپنے حقوق کے لئے وفاقی شرعی عدالت ہی کا دروازہ کھٹکھٹانا ہو گا۔

ضیاء الحق مرحوم کے فرزند اور مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر جناب اعجاز الحق نے پشاور میں تنظیم اسلامی کی تکمیل دستور خلافت مہم کی بھرپور تائید کی ہے' اس تائید پر میں انہیں مبارک باد دیتا ہوں' وہ آگے بڑھیں اور اپنے مرحوم والد کے ادھورے کام کی تکمیل کے لئے اپنے اثر و رسوخ کو کام میں لائیں تاکہ قرار داد مقاصد کے منافی دفعات کو دستور سے خارج کر کے دستور پاکستان کو منافقت سے پاک کیا جا سکے اور تکمیل دستور خلافت کی جانب مثبت پیش رفت ممکن ہو سکے۔ عجیب ستم ظریفی ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کو تو عائلی قوانین کے معاملے میں بھی نظر ثانی کا اختیار حاصل نہیں ہے مگر عاصمہ جہانگیر جیسی مغرب زدہ خواتین کو اسلام کے معاشرتی نظام کی دھجیاں بکھیرنے کی کھلی چھوٹ حاصل ہے۔ گویا "کہ سنگ و خشت مقید ہیں اور سگ آزاد" کی کیفیت پیدا ہو چکی ہے۔

ملک میں نظریہ مساوات مرد و زن کے نام پر برین واشنگ کا کام ہو رہا ہے' جس کے نتیجے میں بہت سے مغالطے پیدا کئے جا رہے ہیں۔ مساوات مرد و زن کا نظریہ دور حاضر کا ایک ابلیسی فتنہ ہے جس نے آج مغربی دنیا کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ تاہم مساوات مرد و زن کا نظریہ پورے کا پورا غلط نہیں ہے۔ اس کا ایک حصہ درست اور اسلام کے عین مطابق ہے جبکہ دوسرا حصہ غلط اور سراسر غیر اسلامی ہے۔ علامہ اقبال نے بھی مغربی تہذیب کے "ازکور" کو خالص قرآنی قرار دیا ہے اگرچہ اس کے ظاہر پر ان الفاظ میں شدید تنقید بھی کی ہے کہ

"نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے"

جہاں تک نظریہ مساوات مرد و زن کے درست پہلو کا تعلق ہے' وہ یہ ہے کہ شرف انسانیت کے اعتبار سے' انسانی تکریم اور عزت و وقار کے حوالے سے مرد اور عورت میں سرے سے کوئی فرق و امتیاز موجود نہیں ہے۔ جس طرح پیدائشی طور پر تمام انسان رنگ اور نسل کے اختلاف کے باوجود بالکل برابر ہیں' بالکل اسی طرح جنس کے فرق کے باوجود مرد اور عورت میں شرف انسانیت کے لحاظ سے ہرگز کوئی فرق نہیں ہے۔ اللہ کے نزدیک عزت و تکریم کی بنیاد صرف تقویٰ ہے : "ان اکرمکم عند اللہ اتقکم"

محض جنس کی بنیاد پر عورت کو گھٹیا قرار دینا جاہلانہ اور غیر اسلامی تصور ہے۔ اسی طرح اخلاقی و روحانی ترقی اور مراتب کے اعتبار سے بھی عورت اور مرد کے مابین کوئی فرق و امتیاز نہیں ہے۔ نبوت و رسالت کے منصب کے علاوہ جو وہبی ہوتا تھا دیگر تمام مراتب عالیہ جن میں بلند ترین صدیقیت اور شہادت ہیں' عورتوں کے لئے یکساں طور پر کھلے ہوئے ہیں۔ کتنے ہی مرد ایسے ہوں گے جو روز قیامت حضرت خدیجہؓ' حضرت مریم' حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کے بلند مراتب پر رشک کریں گے۔

ہاں معاشرتی و سماجی سطح پر حقوق اور ذمہ داریوں کے حوالے سے عورت اور مرد کے مابین واضح فرق ہے۔ مغربی تہذیب کے دلدادہ مرد و خواتین اس حوالے سے مسلمہ حقائق کو بھی جھٹلا رہے ہیں۔ قوم کا "حال" مرد کی ذمہ داری ہے جبکہ قوم کے "مستقبل" کی تعمیر عورت کے فرائض میں شامل ہے۔ اسی لئے معاشی جدوجہد کو عورت کے فرائض میں شامل نہیں کیا گیا۔

ہمارے دین کی رو سے گھر کے ادارے کا سربراہ مرد ہے چنانچہ مہر بھی وہ ادا کرتا ہے اور کفالت کی ذمہ داری بھی اسی پر ہے۔ جیسے کسی ملک کے دو صدر نہیں ہو سکتے' دو وزیر اعظم نہیں ہو سکتے' اسی طرح گھر کے ادارے کے بھی مساوی اختیارات کے حامل دو سربراہ نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے خاندان کے ادارے کی سربراہی کا حق مرد کو دیا ہے اور اسے بیوی پر "قوام" یعنی نگران' محافظ اور سربراہ قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شوہر کو سرکش اور نافرمان بیویوں کو جسمانی سزا کا بھی حق دیا ہے' اگرچہ شوہر کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے اس حق کے ذریعے خواہ مخواہ بیوی کے حقوق پامال کرے۔ قرآن مجید نے نیک بیوی کی اہم ترین صفات میں سے خاوند کی فرمان برداری اور اس کے رازوں کی حفاظت کا خصوصی تذکرہ کیا ہے۔ خواتین کی آزادی کا نظریہ اب انفرادی دائرہ سے نکل کر عالمی سطح پر عظیم تحریک کی شکل میں پروان چڑھ رہا ہے' خواتین کمیشن کی طرف سے کردہ سفارشات کو بھی ہمیں اس تناظر میں دیکھنا چاہئے۔ خواتین کمیشن کی جانب سے خاوند کو اپنی بیوی کے ساتھ جنسی تعلق پر عورت کو سزا دینے کی سفارش ایک احمقانہ مطالبہ ہے' اسی طرح کا معاملہ عورتوں کو طلاق کا حق دینے کی سفارش کا بھی ہے۔

مسئلہ افغانستان کے ضمن میں اس وقت صورتحال یہ ہے کہ طالبان کو افغانستان کی ایک غالب قوت کی حیثیت حاصل ہے تاہم اگر طالبان شمالی افغانستان کا کنٹرول حاصل نہ کر سکے تو افغانستان کی تقسیم کو ذہنا قبول کر لینا چاہئے اس لئے کہ لسانی اور نسلی اعتبار سے شمالی افغانستان بالکل علیحدہ خطہ ہے۔ ایران کو طالبان کی قوت سے خائف ہونے کی بجائے خطے میں امن کے حصول کے لئے طالبان حکومت کو تسلیم کر لینا چاہئے جبکہ ایرانی حکومت کا موجودہ رویہ انتہائی غلط ہے۔

یہ بات باعث افسوس ہے کہ ملک میں نفاذ اسلام کا عمل انتہائی سست روی کا شکار ہے' لیکن اگر میاں محمد نواز شریف کو اندرون ملک اپنے حلیفوں یا مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی کی طرف سے اس ضمن میں مشکلات درپیش ہیں تو ہم ان کی مدد کرنے کو تیار ہیں۔ اگر وہ مجھے موقع دیں تو میں مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے سامنے اس معاملے کی وضاحت کر سکتا ہوں کہ اس سے یعنی نفاذ اسلام سے ان کے لئے کوئی بڑا مسئلہ پیدا نہیں ہو گا اور ملک مثبت طور پر خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا۔ تاہم اگر کوئی بیرونی ہاتھ اس معاملے میں رکاوٹ بنا ہوا ہے تو نواز شریف صاحب کو جان لینا چاہئے کہ اللہ کا ہاتھ ہی سب سے بڑا ہے اور جسے اللہ کی مدد حاصل ہو جائے اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ OO

احتساب کا عمل یکطرفہ' غیر سنجیدہ اور ناقابل اعتبار ہے' جو عوامی توقعات پر پورا نہیں اترتا

میاں نواز شریف صاحب کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے حوالے سے چپ کا روزہ کیوں نہیں توڑتے؟

مالیاتی استحکام کا دعویٰ کرنے والی حکومت آئی ایم ایف سے ہونے والے معاہدہ کی تفصیلات بھی شائع کرے!

نواز شریف کی جانب سے بھارت کو مفاہمت کی پیشکش کے انداز سے قومی غیرت کو دھچکا لگا ہے

پاکستان کو مثالی اسلامی ریاست بنانے کے لئے میاں صاحب کو اپنی تمام کشتیاں جلانا ہوں گی

مسلم لیگ کی موجودہ حکومت کے ابتدائی چھ ماہ مکمل ہونے پر حکومت کی کارکردگی کا ناقدانہ جائزہ' از قلم : مرزا ایوب بیگ

نواز حکومت کی ششماہی کارکردگی پر صحافیوں اور قلمکاروں کے دانشوارانہ تجزیئے اخبارات اور رسائل وجرائد میں شائع ہو رہے ہیں۔وزیر اطلاعات مشاہد حسین نے مسلم لیگ کی طرف سے حقائق نامہ جاری کیا ہے جس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ موجودہ حکومت نے "میڈ ان پاکستان" پالیسی کے ذریعے ملکی معیشت کو مستحکم بنایا' ٹیکس فری بجٹ دیا' غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ کیا۔ انہوں نے مزید دعویٰ کیا کہ حکومت نے کرپشن فری سیاسی کلچر اور سکینڈل فری انتظامیہ مہیا کر دی ہے جس سے ملک میں نئی سیاسی اور سماجی فضا پیدا ہو گئی ہے۔احتسابی عمل کے نتیجہ میں سرکاری خزانے میں 7/ارب روپے واپس آئے ہیں اور بنک کاری نظام کو سیاسی مداخلت سے پاک کر دیا گیا ہے۔ملک کے چپے چپے میں خاص طور پر کراچی' لاہور اور اسلام آباد میں جس جوش و خروش کے ساتھ گولڈن جوبلی عوام نے منائی ہے یہ ملک کے مستقبل کے بارے میں عوام کے پر امید ہونے کا نتیجہ ہے اور اس اعتماد کا کریڈٹ نواز حکومت کو جاتا ہے۔ سیاسی استحکام اور قانون پر عملداری کے حوالہ سے قانون سازی کر کے حکومت نے سیاسی عدم استحکام کی وہ بنیادی وجہ ختم کر دی ہے جو ۱۹۸۵ء سے چلی آرہی تھی۔انسداد دہشت گردی کے ایکٹ کو بھی انہوں نے اپنی حکومت کا کارنامہ شمار کیا ہے۔کراچی میں ماورائے عدالت قتل کی پی پی پی پالیسیوں کے برعکس مسلم لیگ قانونی اور عدالتی طریقہ کار پر عمل کر رہی ہے۔ مسلم لیگ کے اس حقائق نامے کے برعکس مشہور صحافی اور دانشور ارشاد احمد حقانی نے نواز حکومت کے چھ ماہ کی کارکردگی کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عوام کا جوش و خروش سے گولڈن جوبلی منانے کا کریڈٹ حکومت کو دینا مضحکہ خیز ہے۔ مالیاتی استحکام کے دعویٰ کے حوالہ سے انہوں نے سوال کیا کہ حکومت پاکستان اور آئی ایم ایف کے درمیان ہونے والے معاہدے کو شائع کیوں نہیں کیا گیا۔انہوں نے کہا کہ شنید ہے کہ آئی ایم ایف ۲۰۰ ملین ڈالر کی پہلی قسط کی ادائیگی کے لئے پانچ بلکہ چھ مزید شرائط کا مطالبہ کر رہی ہے۔ البتہ حقانی صاحب نے اعتراف کیا کہ حکومت نے معیشت کے میدان میں ایک نئی اپروچ اختیار کی ہے' ہماری دعا ہے کہ یہ نئی اپروچ سودمند رہے۔ حقانی صاحب لکھتے ہیں کہ قانون سازی کے محاذ پر مشاہد صاحب نے اپنی حکومت کے چار کارنامے گنوائے ہیں' جو چاروں کے چاروں کچھ زیادہ مثبت' متوازن اور تعمیری نہیں ہیں۔ تیرھویں ترمیم نے آئینی عدم توازن پیدا کیا ہے۔ جہاں تک چودھویں ترمیم کا تعلق ہے اس کے حق میں تو ایک سطر بھی کسی لکھاری نے لکھنے کی زحمت نہیں کی۔ حقانی صاحب نے مشاہد حسین کا احتساب ایکٹ اور انسداد دہشت گردی کے قانون کو اپنی حکومت کا کارنامہ شمار کرنے پر حیرت کا اظہار کیا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ احتساب کا عمل انتہائی یکطرفہ' غیر سنجیدہ' ناقابل اعتبار اور عوامی توقعات سے انتہائی فروتر جا رہا ہے۔ جہاں تک انسداد دہشت گردی کے قانون کا تعلق ہے اس کی جتنی مذمت گزشتہ ہفتے کے دوران ہوئی ہے شاید ہی کسی دوسرے قانون کی ہوئی ہو۔وہ لکھتے ہیں کہ "ان اقدامات کی مشاہد صاحب کی طرف سے تعریف' کہیں یہ ظاہر تو نہیں کرتی کہ چونکہ ان کے پاس مسلمہ طرز پر مثبت اقدامات کا شمار کرانے کے لئے کچھ نہیں تھا' اس لئے انہوں نے ان تنکوں کا سہارا لیا ہے"۔انہوں نے حکومت کی خارجہ پالیسی پر بھی تنقید کی اور وزراء کے باہمی اختلافات اور شکر رنجی کا ذکر کیا جو حکومت کی smooth working پر بری طرح اثر انداز ہو رہی ہے۔

ان مضامین کے ذریعے حکومت کی چھ ماہ کی کارکردگی کے بارے میں مخالف اور موافق دونوں طرح کے نقطہ ہائے نظر قارئین کے سامنے آچکے ہیں اور ہر قاری اپنے فہم و فکر کے اعتبار سے حکومت کی کارکردگی کے بارے میں مثبت یا منفی رائے قائم کر سکتا ہے لہٰذا اس کے باوجود کہ راقم یہ سمجھتا ہے کہ ان موضوعات پر مزید کچھ کہنے کی گنجائش ابھی موجود ہے اور حکومت کے بہت سے اقدامات کا تنقیدی یا تائیدی جائزہ لیا جا سکتا ہے' راقم درج ذیل سطور میں اس دوران حکومت کے مختلف اقدامات کے حوالہ سے اس کے مجموعی طرز عمل' رویئے اور اس سے پیدا ہونے والے تاثر کا مختلف عنوانات کے تحت جائزہ لینے پر اکتفا کرے گا۔

انجانا خوف

حکومت کے طرز عمل سے صاف دکھائی دے رہا ہے کہ وہ کسی انجانے خوف میں مبتلا ہے۔وہ ایک قدم بڑے زور و شور سے اٹھاتی ہے لیکن معمولی سی مخالفت پر خوف زدہ ہو کر جلدی سے بیک گیر لگا دیتی ہے۔ مثلاً بیوروکریسی کے احتساب کا آغاز بڑے زور و شور سے کیا گیا' بڑے افسران کی ایک فہرست شائع کی گئی اور کہا گیا کہ ان

کرپٹ افسران کے خلاف سخت ترین ایکشن ہو گا اور یہ ایک طویل فہرست کی پہلی قسط ہے۔ بیوروکریسی نے متحد ہو کر اس کے خلاف خاموش مگر موثر ردعمل کا اظہار کیا۔ لہٰذا نہ ان افسران کے خلاف اب تک کچھ کیا گیا ہے اور نہ ہی دوسری قسط کے شائع ہونے کی نوبت آئی ہے۔
حکومت پریس کے رویئے سے شاکی تھی لہٰذا حکومت نے اپنی طرف سے پریس کے لئے ضابطہ اخلاق تجویز کیا' جسے وہ پریس کونسل ایکٹ ۱۹۹۷ء کے نام سے منظور کروانا چاہتی تھی۔ اے پی این ایس نے اس ضابطہ اخلاق کو مکمل طور پر مسترد کر دیا اور اے پی این ایس کا تیار کردہ ضابطہ اخلاق حکومت کے سامنے رکھا۔ ایک ہی میٹنگ میں وزیر اطلاعات مشاہد حسین نے اے پی این ایس کے تیار کردہ ضابطہ اخلاق کو من و عن قبول کر لیا اور صحافیوں کی پر تکلف خاطر مدارت الگ کی۔ حکومت چیئرمین جائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی کا عہدہ ختم کر دینا چاہتی تھی۔ خواجہ محمد آصف ایم این اے جو نواز شریف کے قریبی ساتھی اور رازدان ہیں اور اکثر وزیر اعظم کی ان خواہشات کو آگے بڑھاتے ہیں جن کا ذکر میاں صاحب خود اپنے منہ سے کرنا مناسب نہیں سمجھتے' وہ اس عہدے کو ختم کرنے کے پرزور حامی تھے اور یہ عہدہ ختم کرنے کا فیصلہ ہو چکا تھا لیکن اچانک اس فیصلے کو واپس لے لیا گیا۔ یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ پرتھوی میزائل کا توڑ یعنی وہ انتہائی خطرناک میزائل جو پاکستان تیار کر چکا ہے' اس کا اعلان وزیر اعظم ۱۴/ اگست کو گولڈن جوبلی کے موقع پر کریں گے لیکن اچانک اس اعلان کو ملتوی کر دیا گیا' وغیرہ وغیرہ۔ حکومت کسی انجانے خوف میں کیوں مبتلا ہے اس کی ظاہری طور پر ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے۔ نواز شریف جانتے ہیں کہ اقتدار کی تیسری باری لینا بے نظیر اور خود ان کے لئے بھی ممکن نہیں لہٰذا وہ اس مرتبہ اپنے اقتدار کے بارے میں انتہائی حساس ہیں اور کسی قسم کا خطرہ مول لینے کو تیار نہیں۔ وہ میڈیا' فوج' آئی ایم ایف کسی کو ناراض نہیں کرنا چاہتے' وہ عدلیہ کو خاطر میں اس لئے نہیں لا رہے کہ ان کے فہم کے مطابق ۵۸(۲) بی ختم ہونے کے بعد عدلیہ ان کے اقتدار کو ختم کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔

غیر فطری حلیف

میاں نواز شریف کا گھرانہ ایک کٹر مذہبی گھرانے کے طور پر مشہور و معروف ہے۔ وہ مسلم لیگ میں شامل ہوئے' جو قطعی طور پر ایک مذہبی سیاسی جماعت تو نہیں البتہ یقیناً دائیں بازو کی ایک سیاسی جماعت ہے۔ میاں نواز شریف اسے ایک نئی مسلم لیگ ماننے کو تیار نہیں بلکہ وہ اسے قائد اعظم ہی کی مسلم لیگ قرار دیتے ہیں' جس نے "پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ" کا نعرہ لگا کر پاکستان حاصل کیا۔ وہ قائد اعظم کا پیروکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ قریبی ذرائع کے مطابق "قائد اعظم ثانی" کہلوانے کی شدید خواہش رکھتے ہیں۔ اس پس منظر میں اگر مسلم لیگ اے این پی اور ایم کیو ایم کو اپنا حلیف بناتی ہے تو انہیں کچھ بھی کہا جا سکتا ہے لیکن فطری حلیف ہرگز ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔ میاں نواز شریف نے میدان سیاست میں قدم رکھتے ہی صحافیوں اور دانشوروں سے اپنے تعلقات گہرے اور مضبوط کرنے شروع کئے تھے' آج قلمکاروں کی ایک بہت بڑی فوج ان کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہے' بعض تجزیہ نگار میاں صاحب کے ساتھ گھریلو سطح پر تعلقات قائم ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ان سب حضرات نے میاں صاحب کا عبدالولی خان' اجمل خٹک' عطاء اللہ مینگل اور دوسرے قوم پرست لیڈروں کو اپنا حلیف بنا لینا' ایک بہت بڑا کارنامہ شمار کیا تاکہ اس طرح یہ بے راہرو راہنما قومی دھارے میں شامل ہو جائیں گے اور قومیتوں کی بجائے قوم کی بات کرنی شروع کر دیں گے۔ اگر واقعتاً ایسا ہو جاتا ہے تو کم از کم راقم کے پاس کوئی ایسے الفاظ نہیں ہیں جن سے میاں صاحب کو خراج تحسین پیش کرنے کا کسی قدر حق ادا ہو سکے لیکن اس کے برعکس قوم پرستوں کے مطالبات شیطان کی آنت کی طرح بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اے این پی کالا باغ ڈیم کی اس وقت مخالف ہوئی تھی جب سرحد میں فضل حق کی گورنری کا دور تھا اور یہ ایک سازش کے تحت ہوا تھا' جس کے ذکر کا اس وقت موقع نہیں۔ لیکن اے این پی کی مخالفت میں جو شدت اب آ گئی ہے پہلے کبھی نہیں تھی۔ اب اس کا رویہ انتہائی جارحانہ بلکہ غیر مہذب ہو گیا ہے۔ صوبہ سرحد کا نام بدلنے کے معاملے میں بھی انہوں نے دھمکیاں دینے کا آغاز کر دیا ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ مسلم لیگی کارکنوں اور ممبروں کی اکثریت اے این پی کے اس رویئے سے انتہائی نالاں ہے لیکن اے این پی کا کہنا ہے کہ "ہمیں مسلم لیگ سے کوئی سروکار نہیں' ہم نواز شریف کو جانتے ہیں جو بقول ان کے کالا باغ ڈیم تعمیر نہ کرنے اور سرحد کا نام پختون خواہ رکھنے کا تحریری معاہدہ ان سے کر چکے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ میاں صاحب چپ کا روزہ کیوں نہیں توڑتے؟ وہ قوم کو یا کم از کم مسلم لیگی کارکنان کو اعتماد میں کیوں نہیں لیتے۔ کیا قومی اسمبلی میں چند ووٹ اور سرحد کی وزارت اعلیٰ کی خاطر وہ پنجاب کی زمینوں کو بنجر کر دینے پر تلے ہوئے ہیں؟ کیا وہ آنے والے وقت میں بجلی کے بحران سے آگاہ نہیں ہیں۔ کیا عبدالولی خان اور اجمل خٹک میاں صاحب کی جھولی میں جو کچھ ڈال سکتے ہیں وہ پنجاب کے کروڑوں عوام نہیں ڈال سکتے۔ کیا پنجاب جو صوبہ سرحد اور بلوچستان کو گندم اور چاول جیسی بنیادی خوراک مہیا کرتا ہے اگر خود قحط کا شکار ہو گیا تو پاکستان کی سلامتی قائم رکھنی ممکن رہے گی؟ سیاست دانوں کا غیر فطری انتخابی اتحاد ان کی مجبوری ہو سکتا ہے لیکن پاکستان کے مجموعی مفاد پر شخصی تعلقات یا جماعتی حلیفوں کو ترجیح دینا کس زمرے میں آتا ہے؟ وزیر اعظم صاحب خود فیصلہ کریں۔ یہ طرز عمل آصف زرداری کی لوٹ مار سے زیادہ ملکی سلامتی کے لئے مہلک اور خطرناک ہو سکتا ہے۔ میاں صاحب بصد شوق اپنے حلیفوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کریں لیکن اگر وہ تعاون نہ کریں جیسا کہ توقع کی جاتی ہے تو ان کے رویئے سے اعلان براءت کریں اور وہ سب کچھ کر گزریں جو ملکی مفاد میں ہے۔ البتہ صوبہ سرحد کا نام بدلنے اور کوئی بھی نام رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں' اگر پنجابیوں کی جائے زمین کو پنجاب اور بلوچیوں کی بلوچستان اور سندھیوں کی سندھ ہو سکتی ہے تو پختونوں کے علاقے کو پختونستان یا پختون خواہ کیوں نہیں کیا جا سکتا۔

خارجہ پالیسی

پاکستان کی ہر حکومت نے آزاد خارجہ پالیسی اپنانے کا دعویٰ کیا حالانکہ آزاد خارجہ پالیسی صرف آزاد معیشت رکھنے والے ملک اپنا سکتے ہیں۔ جس ملک کا بال بال قرض میں جکڑا ہوا ہو' وہ آزاد خارجہ پالیسی اپنانے کا دعویٰ کرتا ہے تو آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر یہ سب سے بڑا جھوٹ ہو گا۔ میاں نواز شریف نے "قرض اتارو ملک سنوارو" مہم کا آغاز اور کشکول توڑ دینے کا اعلان کیا۔ قرض اتارو مہم بھی کامیاب نہ ہو سکی البتہ کشکول ٹوٹ گیا' گو حکومت کے توڑنے سے نہیں بلکہ اس سبب سے کہ وہ قرض کا بوجھ سہار نہ سکا اور اب نواز حکومت ٹوٹا ہوا کشکول لئے در در دستک دے رہی ہے۔ جہاں تک امریکہ سے ہمارے تعلقات کا معاملہ ہے امریکی وکیل نے پاکستانی قوم کو ماں کی گالی دی' جس پر زبردست عوامی ردعمل سامنے آیا۔ عوامی موڈ کو دیکھتے ہوئے وزارت خارجہ نے دو مرتبہ امریکی سفیر کو طلب کیا۔ اب جو خبریں واشنگٹن سے آ رہی ہیں ان کے مطابق امریکی اس ردعمل سے ناراض ہیں اور اس کا واضح اظہار انہوں نے گولڈن جوبلی کے موقعہ پر کر دیا ہے۔ ۱۴/ اگست کو پاکستان کے سفارت خانے کی تقریب میں صدر کلنٹن کو دعوت دی گئی لیکن ان کی خارجہ سیکرٹری چند منٹ کے لئے آئیں اور درخواست کے باوجود خطاب سے انکار کر دیا جبکہ بھارت کی تقریب میں گو صدر کلنٹن خود تو نہ گئے لیکن اپنے خطاب کی ویڈیو ریکارڈنگ بھیجی اور اپنی اہلیہ ہیلری کو بھیجا جنہوں نے پرجوش خطاب کیا۔ پاکستان میں امریکی سفیر نے نواز شریف اور گجرال کو امریکہ میں دعوت اور مذاکرات کا اشارہ دیا۔ بھارت نے دوٹوک انکار کر دیا' جب کہ ہماری وزارت خارجہ نے امریکی

ہندوستان کے سیاسی حل کے لئے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو وائسرائے مقرر کیا گیا

امریکی خصوصی مشن نے لیاقت علی خان کو کرپس مشن کی تجاویز کے بارے میں لچک پیدا کرنے کا مشورہ دیا

برطانوی وزیر اعظم ونسٹن چرچل ہندوستان کی آزادی کے مخالف تھے جبکہ امریکی حکومت ہندوستان کی آزادی کی حامی تھی

قائداعظم نے امریکی ناظم الامور سے کہا کہ ہم پاکستان حاصل کرکے رہیں گے چاہے ہمیں سندھ کے صحراؤں میں بسیرا کرنا پڑے

قیام پاکستان۔ امریکی سرکاری دستاویزات کی روشنی میں

لاس اینجلس امریکہ سے شائع ہونے والے اردو اخبار ”پاکستان ٹوڈے“ کی ۱۵/اگست کی اشاعت میں شائع ہونے والا ایک چشم کشا مضمون

اگرچہ قیام پاکستان سے قبل امریکی حکومت نے برصغیر ہند کی آزادی کی تائید کرتے ہوئے کسی بھی موقع پر مسلمانوں کے تقسیم ہند کے مطالبہ کی کھل کر حمایت نہیں کی۔ ۱۹۳۸ء سے امریکی سفارت کار قائداعظم محمد علی جناح سے بار بار ملاقاتیں کرتے رہے اور ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کے دن نوزائیدہ مملکت پاکستان کے دارالخلافہ کراچی میں جو تین سفارت خانے سب سے پہلے قائم ہوئے وہ امریکہ، برطانیہ اور بھارت کے تھے۔

امریکی دفتر خارجہ کی دستاویزات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۹۳۰ء سے قبل امریکی حکومت برصغیر ہند کے معاملات میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتی تھی۔ گو امریکی ابلاغ عامہ، جامعات اور دانشوروں کا ترقی پسند عنصر (لبرل) برطانوی سامراج سے ہندوستان کی آزادی کی حمایت کرتا تھا۔ اس لبرل عنصر کا امریکہ کی ڈیموکریٹک پارٹی پر بڑا اثر تھا۔ خود امریکہ برطانوی سامراج کے خلاف بغاوت کے بعد آزاد ہوا تھا اور متعدد امریکی زعماء جن کا آبائی تعلق جنوبی آئرلینڈ سے تھا، برطانوی سلطنت کے مخالف تھے۔ برطانوی حکومت ہندوستان پر اپنے سامراجی قبضے کے جواز میں زبردست پروپیگنڈا امریکہ میں کراتی تھی اور ۱۹۳۰ء کی دہائی میں انگریز مصنف کیتھرین میو کی ہندوستان دشمن کتاب ”مدر انڈیا“ کی ہزاروں جلدیں امریکی جامعات اور قانون دانوں میں بانٹی گئیں کیونکہ اس کا لب لباب یہ تھا کہ ہندوستانی ابھی آزادی کے لائق نہیں ہیں۔ ڈیموکریٹک پارٹی کے طاقتور صدر امریکہ روز ویلٹ جو ۱۹۳۳ء میں صدر مملکت منتخب ہوئے، ترقی پسند تھے اور ہندوستان کی آزادی کے حامی تھے۔ وہ گاندھی جی اور ان کے فلسفہ ”اہنسا“ سے متاثر تھے اور مسلم لیگ قائداعظم اور مسلمانان ہند کے مطالبات سے کم واقف تھے۔ امریکہ کے سرکردہ اخبارات جن میں سے اکثر پر یہودی غلبہ تھا، ہندوستان کی ہندو اکثریتی کانگریس پارٹی کی حمایت کرتے تھے۔ امریکہ میں انڈیا لیگ قائم تھی جس کو بھارتی کانگریس کے ہندو سرمایہ کاروں کی مالی مدد حاصل تھی۔ وہ بھارتی کانگریس اور اس کے سیاسی موقف کا پروپیگنڈا کرتی تھی۔ اس وقت امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور ان کا کوئی گروپ انڈیا لیگ کے طرز پر نہ تھا۔

قائداعظم محمد علی جناح نے لندن سے واپس ہوکر ۱۹۳۵-۱۹۳۶ء میں کل ہند مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے اس کی تنظیم نو کا آغاز کیا اور جنرل سیکرٹری لیاقت علی خان کے ساتھ اس کو ایک موثر اور مقبول سیاسی جماعت بنانے کا بیڑا اٹھایا۔ ۱۹۳۷ء میں حکومت برطانیہ نے ہندوستان میں ملک گیر انتخابات کرائے۔ امریکی اخبارات نے ان انتخابات کی دلچسپی کے ساتھ تفصیلی رپورٹنگ کی اور کانگریس کے بعد مسلم لیگ کو دوسری بڑی سیاسی جماعت قرار دیا اور قائداعظم محمد علی جناح پر مضامین شائع کئے۔

ستمبر ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم چھڑنے کے ساتھ امریکی ابلاغ عامہ کی ہندوستان میں دلچسپی بڑھ گئی اور نئی دہلی سے رپورٹنگ میں اضافہ ہوا۔ مشہور امریکی روزنامہ نیویارک ٹائمز نے اکتوبر، نومبر اور دسمبر ۱۹۳۹ء میں چھ اشاعتوں میں ہندوستان کی سیاسی صورت حال کے بارے میں محققانہ مضامین شائع کئے اور مسلم لیگ اور قائداعظم کا تذکرہ کیا۔ مسلم لیگ کو ہندوستانی مسلمانوں کی بڑی نمائندہ جماعت اور مسٹر جناح کو مسلم انڈیا کی آواز قرار دیا۔ ۱۹۳۹ء میں امریکہ کے مشہور صحافی جان گنتھر کی شہرۂ آفاق کتاب Inside Asia مغرب میں شائع ہوئی۔ اس میں ہندوستانی سیاست پر محققانہ روشنی ڈالی گئی تھی اور کانگریس اور مسلم لیگ کے موقف کا تفصیلی تذکرہ تھا۔ جان گنتھر گاندھی جی اور کانگریس کی ملک گیر تنظیم سے متاثر تھے لیکن وہ قائداعظم کی قابلیت اور شخصیت سے بھی مرعوب تھے اور انہوں نے قائداعظم کو ہندوستان کا ایک اہم ترین سیاسی لیڈر قرار دیا۔

۲۳/مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں مسلم لیگ کے تاریخ ساز اجلاس میں قائداعظم جناح کی صدارت میں برصغیر کی تقسیم اور مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل مسلم مملکتوں کے قیام کی جو قرارداد منظور ہوئی اور بعد میں قرارداد پاکستان کہلائی، اس کی امریکی اخبارات میں مختصر رپورٹنگ ہوئی لیکن اس نے امریکی حکومت کو چونکا دیا۔ امریکی ابلاغ عامہ کو مسلمانان ہند کے سیاسی موقف سے زیادہ واقفیت ہوئی۔ صدر روز ویلٹ تقسیم ہند کے حامی نہ تھے کیونکہ ۱۸۶۱-۶۴ کی امریکی خانہ جنگی میں وفاقی حکومت نے جنوبی امریکہ ریاستوں کی غلاموں کی آزادی کے مسئلہ پر بغاوت اور علیحدگی کی مہم کو فوجی کارروائی کے ذریعہ کچل دیا تھا اور روز ویلٹ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے وفاق کے محافظ تھے۔

دوسری جنگ عظیم کے ابتدائی سال تک ہندوستان میں امریکہ کا کوئی سفارت خانہ نہ تھا کیونکہ ہندوستان برطانوی سلطنت کا ایک غلام ملک تھا اور حکومت برطانیہ

اپنے غلام ملکوں میں امریکی سفارت خانوں کے قیام کی اجازت نہ دیتی تھی۔ لندن میں امریکی حکومت کا ایک بڑا سفارت خانہ تھا۔ برطانوی حکومت کی اجازت سے امریکی قونصل خانے' کلکتہ' بمبئی' مدارس اور کراچی میں قائم تھے۔ ان کا کام تجارت' معاشی معاملات' ویزا کا اجراء اور امریکی شہریوں سے رابطہ پر مشتمل تھا۔ کلکتہ میں امریکی قونصل خانہ سب سے بڑا تھا اور ہندوستان کی سیاسی صورتحال پر واشنگٹن کو ہی ماہانہ تجزیاتی رپورٹیں ارسال کرتا تھا۔ چنانچہ لاہور میں مسلم لیگ کی ۲۳/مارچ ۱۹۴۰ء کے اجلاس اور قرارداد پاکستان کی رپورٹ کلکتہ میں امریکی قونصل جنرل نے امریکی حکومت کو واشنگٹن ارسال کی۔ اس رپورٹ میں یہ تجزیہ تاریخی تھا کہ مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کو موخر کیا جا سکتا ہے لیکن اس کو یہ سمجھ کر ردی کی ٹوکری میں ڈال دینا کہ وہ اہمیت کا حامل نہیں ایک بہت بڑی غلطی ہوگی۔

نومبر ۱۹۴۱ء میں امریکی حکومت نے پہلی مرتبہ نئی دہلی میں ایک سفارتی مشن کھولا۔ ایک ماہ بعد امریکی بندرگاہ پرل ہاربر پر جاپانی حملے کے بعد امریکہ جنگ میں شامل ہو گیا اور برطانیہ کا اتحادی بن گیا۔ جاپانی فوجیں چند ماہ میں فلپائن سے لے کر برما تک ایک بہت بڑے علاقہ پر قابض ہو گئیں اور ہندوستان کی مشرقی سرحدوں پر گولا باری کرنے لگیں۔ امریکہ کی فیاضانہ مالی اور فوجی مدد برطانیہ کی بقا کے لئے کار آمد ہوئی اور برطانوی حکومت جس کے سربراہ ونسٹن چرچل تھے' واشنگٹن کے دباؤ میں آ گئی۔ صدر روز ویلٹ نے مطالبہ کیا کہ برطانوی حکومت ہندوستان کو خود مختاری دے' نئی دہلی میں ایک ہندوستانی حکومت قائم کرے اور جنگ کے اختتام پر ہندوستان سے مکمل آزادی کا وعدہ کرے۔

اپریل ۱۹۴۲ء میں صدر روز ویلٹ نے اپنے ایک معتمد خاص کرنل لوئس جانسن کو اپنا نمائندہ خصوصی بنا کر نئی دہلی بھیجا۔ اسی زمانہ میں برطانوی وزیر اعظم چرچل نے لیبر پارٹی کے ایک اہم وزیر سر اسٹافورڈ کرپس کو ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کے حل کے لئے سیاسی جماعتوں کے سربراہوں سے گفت و شنید کے لئے نئی دہلی بھیجا۔ کرنل جانسن نے کرپس کے اس مشن میں اہم کردار ادا کیا۔ قائداعظم سے تفصیلی ملاقاتیں کیں اور صدر روز ویلٹ کو واشنگٹن میں صورت حال سے باخبر رکھا۔ بعض برطانوی حکام کرنل جانسن کی برطانوی ہند کے معاملات میں دلچسپی کو بے حد مداخلت اور طفلانہ عمل سمجھتے تھے۔ کرپس مشن ناکام رہا اور کرنل جانسن کا تجزیہ تھا کہ چرچل نے جان بوجھ کر کرپس کو ایسے اعلیٰ اختیارات نہ دیئے تھے' جن کی اساس پر وہ ہندوستان کے آئینی مسئلہ کا قابل عمل حل تلاش کر لیتے۔ کرنل جانسن نے صدر روز ویلٹ کو قائداعظم کی قابلیت اور سیاسی صلاحیت کے بارے میں اچھی رپورٹ ترسیل کی مگر تقسیم ہند کی تائید نہ کی۔ ۱۹۴۲ء میں کرپس مشن کی تجاویز میں وفاق ہند سے صوبوں کی علیحدگی کا حق شامل تھا' جو مطالبہ پاکستان سے مماثلت رکھتا تھا۔ گو کرپس کا اصرار تھا کہ ان کی تجاویز میں پاکستان کا تصور نہیں ہے۔ کرنل جانسن کی رپورٹوں کے ذریعہ صدر روز ویلٹ اور امریکہ حکومت کو قائداعظم اور مسلم لیگ کے موقف سے زیادہ واقف ہوئی مگر ہندوستان پھر سیاسی تعطل کا شکار ہو گیا۔

اگست ۱۹۴۲ء میں گاندھی جی کی کانگریس نے ہندوستان میں برطانوی حکومت کے خلاف "ہندوستان چھوڑ دو" کی تشدد آمیز تحریک شروع کی۔ جاپانی فوجیں آسام میں کوہیما تک آ گئی تھیں اور کلکتہ اور دیگر شہروں پر جاپانی طیاروں نے بمباری کی تھی۔ ہندو کانگریس کی اس خون آشام تحریک سے مسلم لیگ علیحدہ رہی۔ برطانیہ اور امریکہ میں کانگریس کی پر تشدد تحریک کا منفی رد عمل ہوا اور کانگریسی قائدین کی ہندوستان میں گرفتاری حق بجانب مانی گئی۔ اس زمانہ میں بعض صوبوں میں مسلم لیگ حکومت میں شامل ہوئی۔ اکتوبر ۱۹۴۲ء میں نیویارک ٹائمز میں ہربرٹ میتھوز کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں ان کا تجزیہ تھا کہ ہندوستان میں امن کی کنجی اب مسٹر جناح کے پاس ہے اور ان کے "نازک" ہاتھوں میں اس سوال کا جواب ہے کہ کیا ہندو اور مسلمان ہندوستان میں متفق ہو سکتے ہیں۔"

صدر روز ویلٹ اب بھی تقسیم ہند کے حق میں نہیں تھے۔ اس وقت بنگال اور مشرقی ہند میں تقریباً ڈھائی لاکھ امریکی فوجی جاپان کے خلاف جنگ کے لئے آ چکے تھے اور امریکی حکومت کا اعلان تھا کہ وہ سیاست سے دور رہیں گے۔ ۱۹۴۳ء میں صدر روز ویلٹ نے اپنے ایک معتمد خاص اور تجربہ کار سفارت کار ولیم فلپس کو اپنا نمائندہ خصوصی بنا کر نئی دہلی روانہ کیا تا کہ وہ سیاسی صورت حال کا جائزہ لے کر امریکی صدر کو مطلع کریں۔ مارچ ۱۹۴۳ء میں ولیم فلپس نے قائداعظم کے خوشنما مکان واقع مالا بار ہل بمبئی میں ان سے بڑی تفصیلی ملاقات کی۔ ان کی امریکی صدر کے لئے رپورٹ میں قائداعظم کی قابلیت کی تعریف تھی مگر ان کا خیال تھا کہ ہندوستان کو دو ملکوں میں تقسیم کرنا دونوں کو کمزور کر دے گا۔

ولیم فلپس ہندوستان کو آزادی دینے کے حامی تھے۔ مئی ۱۹۴۳ء میں واشنگٹن میں برطانوی وزیر اعظم ونسٹن چرچل' صدر روز ویلٹ سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے' ان کی موجودگی میں ایک اجلاس میں ولیم فلپس نے ہندوستان کے بارے میں اپنی رپورٹ پیش کی جس میں گاندھی اور جناح صاحب کے موقف کا تذکرہ تھا اور ہندوستان کو جلد از جلد آزاد کرنے کے حق میں دلائل تھے۔ چرچل آگ بگولا ہو گئے کیونکہ وہ ہندوستان کے لئے مکمل آزادی کے خلاف تھے۔ روز ویلٹ نے بعد میں ولیم فلپس سے کہا کہ وہ چرچل کے رد عمل سے محظوظ ہوئے کیونکہ وہ چرچل کے سامراجی خیالات سے واقف تھے۔ ہندوستان برما اور چین سیکٹر کے لئے امریکی کمانڈر جنرل اسٹل ویل کے سیاسی مشیر مسٹر ہیٹن ۴۴-۱۹۴۳ء میں قائداعظم سے دہلی میں بارہا ملے اور جنرل اسٹل ویل کو رپورٹیں دیتے رہے' جن میں قائداعظم کے موقف کی وضاحت ہوتی اور یہ رپورٹیں امریکی حکومت کو ارسال کر دی جاتی تھیں اور امریکہ کا محکمہ دفاع (پینٹاگان) بھی ان سے واقف ہوتا تھا۔ جنوری ۱۹۴۵ء میں جب اتحادی فوجوں کو جرمنوں کے خلاف کامیابی ہونے لگی تو ولیم فلپس کے اصرار پر امریکی محکمہ خارجہ نے ایک اعلان جاری کیا' جس میں واضح کیا گیا کہ امریکی حکومت ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا منصفانہ حل چاہتی ہے اور اس بارے میں تعاون کے لئے تیار ہے۔ اپریل ۱۹۴۵ء میں برطانوی ٹوری وزیر خارجہ انتھونی ایڈن نے امریکی وزیر خارجہ سے کہا تھا کہ ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل گاندھی کی موت کے بعد ہی ممکن ہو گا۔ امریکہ وزیر خارجہ ہندوستان کی آزادی کے حامی تھی۔

۱۹۴۵ء میں ہندوستان کے فوجی وائسرائے لارڈ ویول نے سیاسی عمل دوبارہ شروع کیا۔ نئی دہلی میں امریکی سفارتی مشن کی سرگرمی میں اضافہ ہوا اور امریکی سفارت کار قائداعظم سے بھی ملتے رہے۔ جولائی ۱۹۴۵ء کے انتخابات میں برطانیہ میں چرچل کی ٹوری پارٹی ہار گئی اور لیبر پارٹی کے کلیمنٹ ایٹلی وزیر اعظم ہو گئے۔ ۱۲/اپریل ۱۹۴۵ء کو صدر روز ویلٹ کا انتقال ہو گیا اور نائب صدر ہنری ٹرومین امریکہ کے صدر بنے۔ ٹرومین کا فلسفہ سیاست روز ویلٹ سے مختلف تھا۔ وہ عملی سیاست دان تھے اور گاندھی جی کے سیاسی گورکھ دھندوں کے محصور نہ تھے۔ ان کے وزیر خارجہ جارج مارشل فوجی جرنیل تھے۔ اگست ۱۹۴۵ء میں جاپان پر ایٹم بم گرانے کا فیصلہ ٹرومین کا تھا۔

یورپ میں ہٹلر کی نازی جرمنی ہار چکی تھی اور جاپان کی شکست کے بعد اتحادی طاقتیں دنیا کی مالک تھیں' ان کے لئے سوویت یونین کا کیمونزم اب سب سے بڑا خطرہ تھا۔ امریکی صدر ٹرومین روس کے خلاف بلیہ تحادی ممالک کی تلاش میں تھے۔

مارچ ۱۹۴۶ء میں برطانیہ کی لیبر گورنمنٹ نے کرپس کو پھر ہندوستان بھیجا تا کہ وہ سیاسی تعطل کو دور کریں۔

برطانوی جریدے "ٹائم میگزین" نے ۲۲/اپریل ۱۹۴۶ء کی اشاعت میں سرورق پر قائداعظم محمد علی جناح کی تصویر کے ساتھ ایک گائے کی تصویر شائع کی اور یہ کیپشن لگایا کہ "مسلم شیر ہندو گائے کو کھا جائے گا"

کانگریسی لیڈر رہا کئے جا چکے تھے۔ ویول ایک ہندوستانی مخلوط حکومت نئی دہلی میں قائم کرنا چاہتے تھے۔ امریکی مشن کے ایک سفارت کار نے مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل لیاقت علی خان سے نئی دہلی میں طویل ملاقات کی اور مشورہ دیا کہ کرپس مشن کی تجاویز کے بارے میں مسلم لیگ لچک پیدا کرے اور ویول کی عارضی حکومت میں کانگریس کے ساتھ شرکت کرے تاکہ ہندوستان آزادی کی راہ پر گامزن ہو۔ امریکی حکومت نے ایک سرکاری بیان میں نئی دہلی میں عارضی حکومت کے قیام کا خیر مقدم کیا اور توقع ظاہر کی کہ کانگریس کی طرح مسلم لیگ بھی اس میں جلد شریک ہوگی۔ اس دوران امریکی حکومت نے نئی دہلی میں اپنے مشن کو ایک بڑے سفارت خانے کا درجہ دے دیا اور صدر ٹرومین نے ایک نائب وزیر خارجہ ہنری گریڈی کو نئی دہلی میں امریکی سفیر مقرر کیا۔ وہ ۱۹۴۲ء میں ایک امریکی معاشی وفد کے سربراہ کی حیثیت سے ہندوستان سے واقف ہو چکے تھے۔ انہوں نے سفارتی عہدے پر فائز ہونے کے ساتھ ہی قائداعظم سے طویل ملاقات کی اور صدر ٹرومین کو قائداعظم کے موقف سے آگاہ کیا۔

۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو زبردست کامیابی ہوئی تھی۔ ۱۹۴۶ء میں واشنگٹن میں مسلم لیگ کا دو رکنی وفد جو مرزا ابوالحسن اصفہانی اور بیگم جہاں آرا شاہ نواز پر مشتمل تھا' نائب وزیر خارجہ ڈین ایچی سن سے ملا۔ سفارتی سطح پر امریکہ میں مسلم لیگ کے نمائندوں کا امریکی حکومت سے اعلیٰ سطح پر یہ پہلا رابطہ تھا۔ مسلم لیگ کے دونوں مندوبین نے نائب امریکی وزیر خارجہ کو ہندوستان کی صورت حال' مسلم لیگ کے موقف اور مطالبہ پاکستان اور قائداعظم کے امریکہ کے لئے خیر سگالی کے جذبات سے آگاہ کیا۔ امریکہ کے محکمہ خارجہ کی دستاویزات سے آشکارا ہوتا ہے کہ یہ میٹنگ دوستانہ ماحول میں ہوئی۔ ڈین ایچی سن نے دلچسپی سے مسلم لیگ کے مندوبین کے بیان اور دلائل کو سنا لیکن مطالبہ پاکستان پر حتمی رائے نہ دی۔

دسمبر ۱۹۴۶ء میں قائداعظم لیاقت علی خان' پنڈت نہرو اور بلدیو سنگھ وزیراعظم ایٹلی کی دعوت پر لندن گئے اور ایٹلی نے پھر کوشش کی کہ کیبنٹ مشن پلان جس کے تحت ہندو اکثریتی علاقوں اور مسلمان اکثریتی علاقوں اور ریاستوں پر مشتمل ایک وفاق کا قیام مقصود تھا' ہندوستانی لیڈر اس کو منظور کر لیں تقسیم ہند نہ ہو اور ہندوستان کو دولت مشترکہ میں آزادی ملے۔ امریکی حکومت کی ہدایت پر لندن میں امریکہ کے ناظم الامور گل مان نے قائداعظم سے لنچ پر طویل ملاقات کی اور ان کو امریکی حکومت کی خواہش سے آگاہ کیا کہ کیبنٹ مشن پلان منظور کر لیا جائے تاکہ ہندوستان آزاد ہو جائے قائداعظم نے اپنے موقف کی وضاحت کی' کانگریس کے دوغلے پن اور ہٹ دھرمی کی تفاصیل دیں اور کہا کہ مسلمان انگریز کی غلامی کے بعد ہندوؤں کے غلام نہیں ہونا چاہتے اور ان کا مطالبہ پاکستان جائز ہے۔ قائداعظم نے امریکہ حکومت کا شکریہ ادا کیا وہ ہندوستان کے مسائل کے حل میں دلچسپی لے رہی ہے لیکن ان کو افسوس تھا کہ مغربی ممالک ہندوستان کے مسائل سے پوری طرح واقف نہیں ہیں۔

۱۹/دسمبر ۱۹۴۶ء کو دہلی میں امریکی سفارت خانہ کے اعلیٰ افسر ٹامس ویل مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل لیاقت علی خان سے ملے اور اصرار کیا کہ مسلم لیگ کیبنٹ مشن پلان منظور کر لے تاکہ ہندوستان جلد آزاد ہو جائے۔ جنوری ۱۹۴۷ء میں قائداعظم کراچی آئے ہوئے تھے' نئی دہلی میں امریکی سفارت خانہ کی ہدایت پر امریکی نائب قونصل جوزف اسپارکس مسلم لیگ کے ایک رہنما یوسف ہارون کی وساطت سے قائداعظم سے ملے اور مشورہ دیا کہ نئی دہلی میں جو دستور ساز اسمبلی بنی ہے اس میں مسلم لیگ شرکت کرے کیونکہ سیاسی تعطل ملک میں انتشاری حالات پیدا کر دے گا۔ قائداعظم نے اسپارکس کو مشورہ دیا کہ امریکی حکومت کانگریس پارٹی کے جھانسوں میں نہ آئے کیونکہ اس کے عمل میں ریاکاری اور پروپیگنڈا ہے۔

۲۰/فروری ۱۹۴۷ء کو وزیراعظم ایٹلی نے اعلان کیا کہ برطانیہ جون ۱۹۴۸ء تک ہندوستان میں اقتدار منتقل کر دے گا اور ہندوستان آزاد ہو جائے گا۔ ہندوستانی سیاسی لیڈروں سے سمجھوتے کی خاطر لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو ہندوستان کا وائسرائے مقرر کر دیا گیا اور وہ ۲۳/مارچ ۱۹۴۷ء کو نئی دہلی آ گئے۔ امریکی محکمہ خارجہ نے اس عمل کا خیر مقدم کیا اور امید ظاہر کی کہ ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا جلد حل تلاش ہو جائے گا اور کانگریس اور مسلم لیگ سیاسی تعطل کو دور کر دیں گی۔

فروری اور مارچ ۱۹۴۷ء میں امریکی حکومت نے محکمہ خارجہ کے ایک اعلیٰ آفیسر ریمنڈ ہیر کو سیاسی صورت حال سے باخبر رہنے کے لئے نئی دہلی بھیجا۔ ان کی قائداعظم سے طویل ملاقاتیں رہیں اور قائداعظم کانگریس

پاکستان کیوں بنایا گیا' اب کیا ہونا چاہئے

مسلمانان پاکستان اس حقیقت سے تو آگاہ ہیں ہی کہ یہ ملک خداداد پاکستان لاکھوں جانوں کا نذرانہ دینے کے بعد معرض وجود میں آیا اور اس کے پیچھے اصل جذبہ محرکہ یہ تھا کہ اے اللہ تو ہمیں ایک ایسا خطہ زمین دے جہاں ہم تیرے عطا کردہ نظام عدل اجتماعی کو حقیقی معنوں میں قائم کر سکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور پچاس سال قبل پاکستان کی صورت میں یہ زمین عطا کر دی لیکن قیام پاکستان کے بعد ہم نے بحیثیت قوم اس عہد کو فراموش کر دیا اور آزادی کے دنیاوی ثمرات سمیٹنے میں خوب مشغول ہو گئے اگرچہ انہیں بھی ہم حاصل نہ کر سکے۔ دین حق کے غلبہ کی جانب پیش قدمی تو دور کی بات ہے ہم نے تو انگریز کے چھوڑے ہوئے باطل' استحصالی اور دین دشمن نظام کی خوب آبیاری کی!

اس بدعہدی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نفاق کی بیماری ہمارے دلوں میں ڈال دی چنانچہ آج ہم نسلی' لسانی' علاقائی اور فرقہ وارانہ عصبیتوں کا شکار ہو گئے۔ جھوٹ بد اخلاقی' وعدہ خلافی' بددیانتی اور مشتعل مزاجی ہماری قومی زندگی میں رچ بس چکی ہے۔ کرپشن' اقرباپروری' رشوت ستانی اور بدعنوانی جیسی لعنتیں ہمارے گلے کا ہار بن گئیں ہیں۔ لہٰذا پہلی سزا کے طور پر ۲۵ سال قبل پاکستان دولخت ہو گیا!!

اے مسلمانان پاکستان کیا یہ ملک اسی لئے حاصل کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پس پشت ڈال کر غیر اللہ کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈالا جائے' پاکستان کو آئی ایم ایف اور امریکہ کے پاس گروی رکھا جائے۔ نہیں ہرگز نہیں آیئے انفرادی اور اجتماعی سطح پر اللہ سے کی گئی بدعہدی پر توبہ و استغفار کریں اور نظام خلافت کے قیام کی کوشش کریں لیکن یاد رہے کہ یہ کام نہ تو صرف وعظ و نصیحت سے ہوگا اور نہ ہی صرف علمی و تحقیقی کاموں سے بلکہ اس کے لئے انقلابی جدوجہد کرنا ہو گی جو سیرت نبوی سے ماخوذ ہو تاکہ مملکت خداداد پاکستان صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی مملکت بن سکے۔ آمین

(تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کی طرف سے یوم آزادی پر تقسیم کئے گئے پمفلٹ کا متن)

کے اس نئے مطالبہ پر کہ پنجاب اور بنگال کی بصورت قیام پاکستان تقسیم کی جائے' ناراض تھے۔ قائداعظم کے الفاظ تھے کہ "میں کانگریس کی اس چال سے ڈرتا نہیں' ہم پاکستان حاصل کریں گے چاہے ہمیں سندھ کے صحراؤں میں بسیرا کرنا پڑے' مغرب کو کانگریس کے جھانسوں میں نہیں آنا چاہئے۔" بمبئی امریکی قونصل جنرل جان میکڈانلڈ سے بھی ملاقات میں قائداعظم نے کانگریس کے دوغلے پروپیگنڈا کا تذکرہ کیا اور امریکہ سے اپیل کی وہ کانگریس کے فریب میں نہ آئے۔ ہم ایک متحدہ ہندوستان نہیں چاہتے جس میں مسلمان انگریز کی غلامی کے بجائے ہندوؤں کے غلام ہوں گے۔" یہ تھا قائداعظم کا استدلال۔

۳/جون ۱۹۴۷ء کو وائسرائے ماؤنٹ بیٹن نے نئی دہلی میں قائداعظم' نہرو اور بلدیو سنگھ کی رضامندی سے تقسیم ہند اور ہندوستان اور پاکستان کی مملکتوں کا ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کے دن قیام کا اعلان کر دیا۔ ۱۰/جون کو امریکی محکمہ خارجہ نے اس اعلان کا خیرمقدم کیا اور امید ظاہر کی کہ ملک میں خونی فسادات جلد بند ہو جائیں گے۔ امریکی ابلاغ عامہ نے اس اعلان کی بڑی سرخیوں کے ساتھ تشہیر کی۔

۲/جولائی ۱۹۴۷ء کو جب قائداعظم لیاقت علی خان کے ساتھ مملکت پاکستان کے انتظامی ڈھانچے اور تقسیم افواج کے عمل میں مشغول تھے' ان کی دہلی میں امریکی سفارت کار رے منڈ ہیر نے سے ملاقات ہوئی۔ قائداعظم نے ان سے کہا کہ امریکی سفارت خانہ کراچی میں جلد قائم ہو جانا چاہئے۔ اس سے قبل کراچی میں امریکی قونصل اسپارکس سندھ کے مسلم لیگی رہنما یوسف ہارون سے ملے جنہوں نے قائداعظم کی اس خواہش کا اظہار کیا کہ امریکی سفارت خانہ کراچی میں جلد کھولا جائے۔ نئی دہلی میں امریکی سفیر ہنری گریڈی نے قائداعظم سے ملاقات کے بعد واشنگٹن کو مطلع کیا کہ قائداعظم ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء سے امریکہ سے سفارتی تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ امریکہ پاکستان کی معاشی ترقی میں تعاون کرے۔

۹/اگست ۱۹۴۷ء کو امریکی حکومت نے پاکستان کے لئے کراچی میں امریکی سفارت خانہ کے قیام کا اعلان کیا اور مراکش کے شہر کاسابلانکا میں متعین امریکی قونصل جنرل چارلس لوئس نے ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کی قیام پاکستان کی تقریب میں شرکت کی اور امریکہ کی نمائندگی کی۔ مرزا ابوالحسن اصفہانی کو امریکہ میں پاکستان کا پہلا سفیر مقرر کیا گیا۔

۱۹۴۷ء میں فلسطین کا مسئلہ شدت اختیار کر گیا۔ فلسطین میں صیہونی دہشت گرد تنظیمیں یہودی ریاست اسرائیل کو قائم کرنے پر تلی ہوئی تھیں اور امریکہ کے یہودی ان کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ امریکہ کا یہود نواز پریس عربوں کا دشمن بن گیا۔ مسلم لیگ نے فلسطین کے عربوں کے موقف کی زبردست حمایت کی تھی۔ امریکہ کے متعدد یہودی کنٹرول والے اخبارات اس پر چراغ پا تھے اور مطالبہ پاکستان کے مخالف رہے۔ اس یہودی تعصب کا ایک عکس ۲۲/اپریل ۱۹۴۶ء کی ٹائم میگزین کی اشاعت ہے۔ سرورق پر قائداعظم کی تصویر تھی اور ایک گائے دکھائی گئی۔ اس کا عنوان تھا کہ "مسلم شیر ہندو گائے کو کھانا چاہتا ہے۔" یہ بغض اور تعصب جاری رہا۔ ٹائم میگزین قائداعظم سے ناراض رہا اور ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کی کراچی میں قیام پاکستان کی تقریبات کے بارے میں ٹائم میگزین میں جو رپورٹ شائع ہوئی وہ بھی تعصب آمیز تھی۔ ٹائم کا ارشاد تھا' کراچی کے عوام نے پاکستان کا اس جوش و خروش سے خیرمقدم نہ کیا جس طرح بھارت میں آزادی کا والہانہ خیرمقدم کیا گیا۔ ٹائم میگزین کے مطابق اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک فرد مسٹر جناح نے اپنی چالاکی کے ذریعہ پاکستان قائم کر لیا جبکہ بھارت ایک عوامی تحریک کے ذریعہ قائم ہوا۔ ٹائم میگزین کے مقابلہ میں شکاگو ڈیلی نیوز کے مشہور نمائندہ فلپ ٹالبٹ نے' جو پاکستان کی تقریبات آزادی میں شریک تھے ان کی اپنے اخبار میں رپورٹ تھی کہ کراچی کے عوام میں ایک مسلم مملکت کے قیام پر گہرا اطمینان تھا اور لوگ کہہ رہے تھے کہ یہی وہ منزل ہے جس کا ہمیں انتظار تھا۔ فلپ ٹالبٹ بعد میں امریکی نائب وزیر خارجہ رہے اور پاکستان کے دوست ہیں۔ صدر ٹرومین نے پاکستان اور بھارت کی نوزائیدہ مملکتوں کو آشیرباد کے پیام ارسال کئے اور امریکی ناظم الامور چارلس لوئس نے کراچی میں قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر واشنگٹن سے تہنیت کا پیغام پیش کیا' جس کا قائداعظم نے ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کی ایک تقریب میں شکریہ کے ساتھ تذکرہ کیا۔ امریکہ اور پاکستان کے سفارتی تعلقات قائم ہو گئے۔ OO

اعلان داخلہ

قرآن کالج لاہور

زیر اہتمام : مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور' صدر موسس : ڈاکٹر اسرار احمد

"یک سالہ رجوع الی القرآن کورس"

تعلیم یافتہ حضرات کے لئے علم قرآن سیکھنے کا نادر موقع
نصاب : عربی' منتخب نصاب قرآن' تجوید' تحریکی لٹریچر'
اصول فقہ' اصول حدیث و مطالعہ حدیث

- کم سے کم تعلیمی قابلیت : بی اے
- فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ : 27 ستمبر 97ء
- انٹرویوز : 29 ستمبر 97ء۔ صبح 00 : 9 بجے کالج کیمپس میں
- آغاز کلاس : یکم اکتوبر 97ء۔ ہاسٹل کی سہولت موجود ہے

بی اے (دو سالہ کورس)

پنجاب یونیورسٹی کے نصاب تعلیم کے ساتھ ساتھ عربی'
تجوید' ترجمہ و تفسیر قرآن اور کمپیوٹر کی لازمی تدریس'
سنجیدہ ماحول اور بامقصد تعلیم

- فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ : 27 ستمبر 97ء
- انٹرویوز : 29 ستمبر 97ء۔ صبح 00 : 9 بجے کالج کیمپس میں
- آغاز کلاس : یکم اکتوبر 97ء۔ ہاسٹل کی سہولت موجود ہے
- نتیجے کے منتظر طلبہ بھی درخواست دے سکتے ہیں

رابطہ و پراسپکٹس : 191۔ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور فون : 5833637

یااللہ یا رسولؐ بے نظیر بے قصور !

نعیم اختر عدنان

فخر ایشیا اور قائد عوام کی سیاسی وراثت کی حامل محترمہ بے نظیر بھٹو نے دو مرتبہ پاکستان کی وزارت عظمیٰ کے مزے لوٹے۔ محترمہ کے پہلے دور حکومت میں ان کے شوہر نامدار آصف علی زرداری کے نام کو اس وقت "عالمگیر شہرت" حاصل ہوئی جب انہیں یار لوگوں نے مسٹر "ٹن پرسنٹ" کے لقب سے نوازا۔ میر مرتضیٰ بھٹو مرحوم نے اپنی والدہ بیگم نصرت بھٹو کی موجودگی میں روزنامہ جنگ کے زیر اہتمام "جنگ فورم" میں آصف علی زرداری کی لوٹ مار کا بطور خاص تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اب معاملہ ٹن پرسنٹ سے ناسنٹی پرسنٹ تک جا پہنچا ہے۔

غلام اسحاق خان نے جب محترمہ کی حکومت کو برطرف کیا تھا تو انہوں نے بطور خاص آصف علی زرداری کی مسلح اور غیر مسلح وارداتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اس دور کی لوٹ مار کا قوم کے سامنے خوب تذکرہ کیا تھا۔ محترمہ کی حکومت ختم ہو گئی تو پیپلز پارٹی کے جیالوں نے "یااللہ یا رسولؐ بے نظیر بے قصور" کے راگ الاپنے شروع کر دیئے۔ دوسری بار وزارت عظمیٰ سے برطرف کئے جانے کے بعد بھی محترمہ نے کئی مواقع پر اپنی "پاک دامنی" کا خوب ذکر کیا۔ یار لوگ بھی بے نظیر صاحبہ کی اس جرات و بے باکی سے کافی متاثر ہوتے رہے ہیں۔ نومبر ۹۶ء میں جب پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے صدر پاکستان فاروق احمد لغاری نے محترمہ کو ایوان حکومت سے بے دخل کرنے کا صدارتی فرمان جاری کیا تو اس میں بے نظیر حکومت پر جو الزامات لگائے گئے ان میں قومی وسائل کی لوٹ مار کا بھی ذکر موجود تھا۔ ۳ فروری کے الیکشن کے نتیجے میں پاکستان مسلم لیگ کو تاریخی کامیابی حاصل ہوئی۔ نواز شریف حکومت نے ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سیاستدانوں کی لوٹ مار کو پکڑنے کے لئے قوم سے احتساب کا وعدہ کیا۔ میاں صاحب نے اپنے اس وعدے کو پورا کرتے ہوئے "احتساب کمیشن" کے نام سے باقاعدہ ایک ادارہ قائم کیا مگر بیورو کریسی کے روائتی ہتھکنڈے آڑے آئے اور احتساب کمیشن سابقہ حکمرانوں سے قومی خزانے کی لوٹ مار کو قوم کے سامنے لانے میں ایک حد تک ناکامی سے دوچار رہا۔ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے جب دیکھا کہ روائتی طور طریقوں سے لوٹ کے مال کا سراغ لگانا ممکن نہیں ہو رہا تو انہوں نے وزیر اعظم سیکرٹریٹ میں اپنی ہمہ وقت نگرانی میں "احتساب سیل" قائم کر دیا تاکہ سابقہ حکمرانوں کے "کرتوتوں" کو بے نقاب و بے حجاب کر کے قوم کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ احتساب سیل پر اگرچہ جانبداری کا الزام بالکل بے بنیاد نظر نہیں آتا تاہم احتساب سیل کی موجودہ کارکردگی سے ان کی احتسابی پالیسی کامیابی کی جانب گامزن دکھائی دے رہی ہے۔ اور اس کے مثبت نتائج بھی برآمد ہو رہے ہیں۔ محترمہ بے نظیر صاحبہ تقریباً ہر روز مسلم لیگی حکومت کا منہ چڑھاتی تھیں کہ آصف زرداری کی کرپشن کے قصے تو تم لوگوں نے بڑے مشہور کئے مگر کوئی ثبوت ہے تو لاؤ، کوئی الزام ہے تو ثابت کرو.... پھر محترمہ خود ہی فیصلے کا اعلان فرما دیتیں کہ ہماری کرپشن کے قصے جھوٹے ہیں، ہمارے ہاتھ صاف ہیں، ہمیں کرپشن اور لوٹ مار سے کیا غرض، ہم تو درویش لوگ ہیں، میرا اور میرے آصف کا دامن تو ہر قسم کی لوٹ مار سے پاک و صاف ہے۔ مگر دوسری طرف احتساب سیل کا ہاتھ بھی سرگرم عمل تھا، احتساب سیل کے کارندے چھ ماہ کے انتہائی مختصر عرصے میں بے نظیر، آصف علی زرداری اور بیگم نصرت بھٹو کو احتساب کے کٹہرے میں لانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ پوری دنیا کے نشریاتی اداروں نے یہ خبر نشر کی کہ سوئٹزرلینڈ کے بینکوں میں بے نظیر، آصف علی زرداری اور بیگم بھٹو کے تمام بینک اکاؤنٹس کو سوئس حکومت نے فوری طور پر منجمد کر دیا ہے۔ جمع شدہ رقم امریکی کرنسی میں آٹھ کروڑ ڈالر سے زائد بنتی ہے۔ سوئس حکومت کی جانب سے یہ کارروائی احتساب سیل کی جانب سے بھٹو خاندان کی بے نظیر لوٹ کے بارے میں باقاعدہ ثبوت فراہم کرنے کے بعد کی گئی ہے۔ محترمہ نے سوئس حکومت کی اس کارروائی کو بھی "احتساب سیل" کی تراشیدہ جھوٹی خبر کا نام دیا ہے۔ تمام حقائق بہت جلد منظر عام پر آنے والے ہیں لہٰذا یہ ثابت ہونا چنداں مشکل نہ ہو گا کہ نہ تو محترمہ کا دامن پاک اور صاف ہے اور نہ ہی جناب آصف علی زرداری مسٹر کلین ہیں، ہم بیگم نصرت کا ذکر اس لئے نہیں کرنا چاہئے کہ اس دکھیاری خاتون نے اپنی بیٹی کی وزارت عظمیٰ کے دور میں اپنے محبوب بیٹے میر مرتضیٰ کی لاش کا تحفہ وصول کر کے بہت سے کردہ اور ناکردہ گناہوں کا پیشگی کفارہ ادا کر دیا ہے۔ بے نظیر اور آصف کو احتساب کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کی کوششیں کامیابی سے ہمکنار ہو چکی ہیں۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ اگرچہ ہمیں سخت اندیشہ ہے کہ ماضی کی وزیر اعظم کو کہیں مجرم اعظم نہ قرار دے دیا جائے!!۔

پریس ریلیز

بھٹو خاندان کے خفیہ اکاؤنٹ منجمد کرنے کے سوئس حکومت کے فیصلے کا خیر مقدم

لاہور، ۱۷ ستمبر۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے بھٹو خاندان کے خفیہ اکاؤنٹ منجمد کرنے کے سوئس حکومت کے فیصلے کو سراہتے ہوئے احتساب سیل کی کوششوں کی تعریف کی، جس نے بڑی محنت سے ان اکاؤنٹس کا سراغ لگایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ رقم پاکستان سے ناجائز طور پر منتقل کی گئی ہے تو اسے پاکستان واپس لا کر قومی خزانے میں جمع کرایا جائے کیونکہ یہ قوم کی امانت ہے اور وہی اس کے استعمال کی جائز حق دار ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ سوئس بینکوں میں پاکستان کے کئی اور سیاست دانوں اور بیورو کریٹس کی رقوم بھی جمع ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ اس سرمائے کا بھی جلد از جلد سراغ لگائے اور اسے بھی پاکستان واپس لایا جائے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو یہ سمجھا جائے گا کہ یہ خالصتاً انتقامی کارروائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے فلپائن کے سابق صدر مارکوس اور اسلحہ کے عالمی تاجر عدنان خشوگی جیسے لوگوں کا سرمایہ بھی امریکہ کے اثر و رسوخ سے سوئس بینکوں میں منجمد کیا گیا تھا۔ اگر یہ کارروائی صرف بے نظیر کے خلاف ہوئی تو اس کا مطلب یہ سمجھا جائے گا کہ امریکہ نے نواز شریف سے سودے بازی کرنے اور عوام کی توجہ کشمیر پر ہونے والی متوقع ڈیل سے ہٹانے کے لئے کی گئی ہے اور یہ عالمی سطح پر کسی بڑے سودے بازی کی مظہر ہے۔

تنظیم اسلامی ملتان شہر کا قیام

امیر حلقہ پنجاب جنوبی کی سفارش پر مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۲۸/ اگست میں مشورہ کے بعد فیصلہ کیا گیا ہے کہ تنظیم اسلامی ملتان شمالی اور تنظیم اسلامی ملتان وسطی کو باہم ضم کر کے "تنظیم اسلامی ملتان شہر" قائم کی جائے' ڈاکٹر طاہر خاکوانی امیر کے فرائض ادا کریں گے۔

نائب ناظم نشرواشاعت نعیم عدنان کی دعوتی سرگرمیاں

☆ ۳۱/ اگست کو ضلع اوکاڑہ کے گاؤں موضع کماں میں "زندگی کی حقیقت اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر خطاب کیا۔

☆ ۵/ ستمبر کو بزم قرآن کی دعوت پر قرآن کالج کے طلباء سے "کامیاب تجارت کے ارکان ثلاثہ" کے موضوع پر خطاب کیا۔

☆ ۶/ ستمبر کو جامع مسجد بلال رچنا ٹاؤن میں بعد نماز فجر شہدائے ستمبر کی یاد میں منعقدہ جلسہ میں دفاع پاکستان کے حقیقی تقاضے کے عنوان سے خطاب کیا۔

☆ ۶/ ستمبر کو بعد نماز عشاء جامع مسجد گول امامیہ کالونی میں خطیب مسجد جناب حاجی محمد اسلم کی زیر صدارت "غلبہ اسلام کی عالمی تحریک میں پاکستان کی خصوصی اہمیت" کے موضوع پر خطاب کیا۔

☆ ۷/ ستمبر کو بعد نماز مغرب فرقان گرلز ہائی سکول میں تنظیم اسلامی لاہور غربی کے زیر اہتمام ہفتہ وار درس قرآن مجید کے سلسلے میں سورہ بقرہ کی آیات پر درس قرآن دیا۔

تنظیم اسلامی کراچی، ضلع جنوبی کا ایک روزہ دعوتی و تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی کراچی ضلع جنوبی کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی و دعوتی پروگرام ۱۶ تا ۱۷/ اگست منعقد ہوا جس میں شرکاء کی اوسط تعداد بارہ تھی۔ پروگرام کا آغاز درس حدیث سے ہوا۔ جناب عبدالرحمٰن صاحب ہنگورہ نے حدیث بیان کی۔ "معارف الحدیث" سے قیام اللیل کی فضیلت و اہمیت کے بارے میں احادیث' رضوی صاحب نے پڑھ کر سنائیں۔ بعد ازاں اس بات پر غور کیا گیا کہ ہم اپنی دعوت کو کس طرح موثر بنا سکتے ہیں۔ اس موضوع پر گفتگو ہوئی۔ صبح ۴ بجے رفقاء نے انفرادی طور پر تہجد کے نوافل ادا کئے اور مراقبہ و ذکر و فکر میں مشغول رہے۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد جناب عبدالرحمٰن ہنگورہ نے سورۃ قیامہ کا درس دیا۔ رفقاء کو دو گروپس میں تقسیم کر دیا گیا اور قرآن حکیم کی آخری دس سورتوں کو یاد کرنا اور صحیح طور پر ادائیگی کے علاوہ ادعیہ ماثورہ ایک دوسرے کو یاد کرانے کا کام دیا گیا۔ عبدالقادر انصاری نے سورۃ فرقان کے آخری رکوع کا درس دیا' اس کے بعد رفقاء کا باہمی تعارف ہوا۔ جناب محمد نسیم الدین امیر حلقہ سندھ و بلوچستان معاون حلقہ جناب عمران خان کے ہمراہ تشریف لائے۔ انہوں نے تنظیم اسلامی جنوبی کی کارکردگی کا تجزیہ پیش کیا۔ آخر میں انہوں نے دعا کہ اللہ تعالٰی ہمارے اندر اوصاف حسنہ پیدا کر دے (آمین)۔ امیر جنوبی کراچی جناب عبداللطیف نے رفقاء کو دعوتی ملاقاتیں کرنے کے بارے میں ہدایات دیں اور رفقاء کو تین تین کے گروپس میں تقسیم کر دیا۔ رفقاء نے قرآن اکیڈمی کے اطراف و جوانب میں رہائش پذیر احباب کو انجمن خدام القرآن کراچی کی دینی و تعلیمی سرگرمیوں سے آگاہ کیا اور انہیں دعوت دی گئی کہ وہ ان پروگراموں سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ دعوتی ملاقاتیں مغرب تک جاری رہیں۔ نماز مغرب کے ساتھ ہی ایک روزہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔

(مرتب: واحد علی رضوی)

تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبر ۳ کا ایک روزہ دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبر ۳ کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی پروگرام ۱۴/ اگست کو منعقد ہوا۔ صبح ۹ بجے تا نماز ظہر رفقاء نے گروپوں کی صورت میں دعوتی سرگرمیاں لانڈھی اور کورنگی کے پرہجوم علاقوں میں سرانجام دیں۔ لانڈھی کے رفقاء نے گھر گھر جا کر عوام الناس کو دعوتی خطاب میں شرکت کی دعوت دی۔ جناب نوید احمد نے استحکام پاکستان کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کا خطہ ایک ایسا عطیہ خداوندی ہے جو ہمیں باری تعالٰی نے رمضان المبارک میں شب قدر جیسی عظیم رات میں مرحمت فرمایا۔ اس ملک خداداد ہی کو یہ سعادت عطا ہوئی کہ یہاں قرآن اکیڈمیاں' قرآن کالجز اور قرآن مراکز قائم ہوئے۔ ملک کے طول و عرض میں ہر سال رمضان المبارک میں دورۂ ترجمہ قرآن جیسے پروگرام منعقد ہوتے ہیں۔

اس عظیم نعمت نے ہمیں مادی ترقی و خوشحالی کے مواقع بھی فراہم کئے اور وطن و ملت اور دین کے تقاضوں کو خدمت اسلام کے ساتھ منسلک کر کے ہمارے لئے ایک سہولت کا سامان فراہم کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اگر اسلام کی خدمت کی ہوتی تو ملک بھی مستحکم ہوتا اور ملت کو بھی تقویت حاصل ہوتی مگر ہم نے غلبہ دین کی طرف پیش قدمی نہیں کی۔ ہمارے اس طرز عمل کے نتیجے میں بنگلہ دیش بن گیا جبکہ باقی ملک بھی عدم استحکام کا شکار ہے۔ بعد ازاں سوالات و جوابات کا سیشن ہوا۔

کورنگی کی مارکیٹ میں ایک تعارفی کیمپ لگایا گیا۔ کیمپ سے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ تنظیم اسلامی کا تعارف اور توبہ کی منادی کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ کیمپ سے قریبی آبادی کے تقریباً ایک ہزار گھروں میں تعارفی ہینڈ بل اور شام کے خطاب کا دعوت نامہ پہنچایا گیا۔ نماز مغرب کے بعد "پاکستان کا سچا وفادار کون ہے؟" کے موضوع پر انجینئر نوید احمد نے خطاب کیا۔ بعد ازاں رفقاء قرآن مرکز سے متصل مسجد طیبہ میں جمع ہوئے جہاں استحکام پاکستان کے موضوع پر خطاب ہوا' رات مسجد ہی میں قیام رہا۔ نماز فجر کے بعد محترم محمد رحیم صدیقی کے درس قرآن پر ایک روزہ پروگرام کا اختتام ہوا۔

امیر حلقہ پنجاب جنوبی مختار حسین فاروقی کا دورۂ شجاع آباد

اسرہ شجاع آباد کا مختصر سا قافلہ بے ذوق تو نہیں ہے مگر کسی حد تک کم کوش ضرور ہے۔ کبھی بیعت کے الفاظ کو دہرا کر' کام کرنے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے تو کبھی ندائے خلافت میں دیگر حلقہ جات اور تنظیموں کی رپورٹیں پڑھ کر کام کرنے کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔

جولائی میں راقم اور جناب عبدالعزیز نے باہمی مشورہ سے ماہ اگست کی ۲۷ تاریخ کو امیر حلقہ کا پروگرام ترتیب دیا۔ پروگرام کی اطلاع شہر کی معروف مساجد میں پوسٹر چسپاں کر کے دی گئی۔ حسب پروگرام مختار حسین فاروقی بورے والا بار میں خطاب کے لئے پہنچے۔ بار کے صدر جناب بہرام خان نے مہمان مقرر کو خوش آمدید کہا۔ تقریب کے باقاعدہ آغاز میں سے پہلے چند سینئر وکلاء سے حالات حاضرہ پر مفید گفتگو ہوئی۔ تقریب کا آغاز بار کے ایک رکن نے کلام پاک کی آیات بینات کی تلاوت سے کیا' بعد ازاں بار کے سیکرٹری نے مہمان مقرر کا تعارف کرواتے ہوئے انہیں خطاب کی دعوت دی۔

امیر حلقہ جنوبی پنجاب جناب مختار حسین فاروقی نے حالات حاضرہ کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے ایک معاشرتی' معاشی اور سیاسی نظام لے کر آئے تھے جو عدل و قسط پر مبنی تھا۔ آپؐ نے اس نظام کو قائم کر کے دکھایا۔ آپؐ اسوۂ حسنہ کے حوالے سے ہر مسلمان پر یہ بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ جہاں ظلم ہو' ناانصافی ہو' لوگوں کے حقوق غصب ہو رہے ہوں' استحصالی نظام قائم ہو وہاں کوئی مسلمان بھی آرام سے نہیں بیٹھ سکتا۔ لہٰذا ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے اس نظام کو بدلنے کی سرتوڑ کوشش کرنی چاہئے۔

نبی اکرمؐ کی زندگی کے ۲۳ سالوں کی محنت کا خلاصہ یہ ہے کہ آپؐ نے تین کام سرانجام دیئے۔

اولاً دعوت ایمان بذریعہ قرآن

ثانیاً جو لوگ آپؐ پر ایمان لائے اور آپ کے ساتھی

بنے ان کو منظم کیا۔

ثالثاً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی جدوجہد۔ جب تک طاقت کم تھی زبان سے یہ کام کیا گیا اور جب مطلوبہ قوت فراہم ہو گئی تو طاقت سے برائی کو روکا گیا۔ یہ ہے اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہی کام تنظیم اسلامی کے نام سے ایک قافلہ ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی قیادت میں گزشتہ ۲۳ برس سے سرانجام دے رہا ہے۔

پاکستان کے موجودہ حالات میں ہمیں آگے بڑھ کر معاشرے سے ظلم و ناانصافی ختم کرنے کے لئے اپنا فرض ادا کرنا چاہئے۔ بعد ازاں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ ایک سوال کے جواب میں امیر حلقہ نے کہا کہ پاکستان میں غیر حاضر زمینداری اور سود دو بڑی برائیاں ہیں' ان کے خاتمہ کے بغیر ملک میں کسی عادلانہ نظام کے قیام کا تصور ناممکن ہے۔ تقریباً پچاس وکلاء نے اس خطاب کو سنا۔

بعد نماز عصر کمیٹی والی مسجد میں سورۂ آل عمران کے آخری رکوع کی آیات کے حوالہ سے درس قرآن ہوا۔ امیر حلقہ نے کہا کہ اصل ایمان 'شعوری ایمان ہے اگرچہ موروثی یا بزرگوں کی صحبت سے پیدا ہونے والا ایمان بھی موثر شے ہے۔ مگر وہ ایمان جو انسان کو حرکت اور جدوجہد پر آمادہ کرتا ہے اور ظلم و ناانصافی پر مبنی مشرکانہ نظام کے خلاف کھڑا کر دیتا ہے۔ وہ صرف شعوری ایمان ہے جو صرف اور صرف قرآن سے ہی پیدا ہو سکتا ہے' ایسے ہی ایمان سے وہ اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں جو مطلوب ہیں۔ بعض دینی جماعتیں قتال اور شہادت کے مراحل کو بائی پاس کر کے صرف دعوت کا کام انجام دینے ہی سے جنت میں جانے کے لئے "بے تاب" ہیں' جبکہ کچھ لوگ دعوت اور تیاری کے مرحلے کو نظر انداز کر کے "قتال و شہادت" کے عمل سے جنت حاصل کرنے کے خواہاں ہیں۔

قرآن نے یہ سارے مراحل بیان کئے ہیں اور ایمان اگر شعوری ہو تو ایسا کردار وجود میں آ سکتا ہے جو صحابہ کرامؓ کا طرۂ امتیاز تھا۔ نماز مغرب کے بعد چند احباب سے ملاقات کے بعد مہمان مقرر واپس ملتان آ گئے۔ اس پروگرام کے کامیاب انعقاد سے رفقاء شجاع آباد کی ایک دیرینہ خواہش پوری ہو گئی کہ ہم بھی کامیاب دعوتی پروگرام منعقد کر سکتے ہیں۔ (مرتب : حسین احمد' نقیب اسرہ)

گوجرانوالہ میں ۲۰ روزہ فہم قرآن کورس

حلقہ گوجرانوالہ جو کہ اب ذیلی حلقہ پنجاب شرقی بالا کے نام سے موسوم ہے' گرمیوں کی تعطیلات میں امیر محترم کی قرآنی اور انقلابی فکر کے حسین امتزاج کو عامتہ الناس تک پہنچانے کے لئے نئے ولولے اور جذبات کے ساتھ سرگرم عمل ہوا۔ سب سے پہلے جلال پور جٹاں میں ۲ ماہ کا "ڈپلومہ ان بیسک قرآنک ایجوکیشن" کا انعقاد ہوا' جس میں ۵۴ خواتین و حضرات نے کورس مکمل کیا۔ بعد ازاں گوجرانوالہ میں چار مقامات پر روزانہ چار ماہ کے لئے عربی گرامر کی کلاس کا اجراء ہوا' جو قرآن کالج سے فارغ التحصیل حافظ مشتاق ربانی کی شب و روز کی محنت سے ایک تحریک کی شکل اختیار کر رہی ہیں۔ علاوہ ازیں پورے حلقہ میں آٹھ مقامات پر ایک روزہ تفہیم دین کورس منعقد ہوئے' جس کے ہر پروگرام میں اوسطاً کم از کم ۲۵ اور زیادہ سے زیادہ ۱۶۵ احباب نے استفادہ کیا۔

گرمیوں کی تعطیلات کے آخری تین ہفتوں کو گوجرانوالہ شہر میں ۲۰ روزہ "فہم قرآن کورس" کے لئے مخصوص کیا گیا۔ حافظ مشتاق ربانی جو کہ عربی کلاسز کے ضمن میں پہلے ہی سے گوجرانوالہ میں مقیم ہیں' کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ناظم حلقہ نے اس کورس کا اعلان کیا۔ صبح آٹھ تا ساڑھے نو بجے تک تجوید + منتخب نصاب کا ترجمہ اور قرآن کی انقلابی فکر پر مبنی روزانہ ایک لیکچر طے کیا گیا۔ لیکچر دینے والے رفقاء کو ناظم حلقہ نے ایک ہفتہ قبل شیڈول پہنچا دیا۔ سیالکوٹ سے شمس العارفین' گجرات سے عبدالرؤف' ٹھکڑیوالی سے محمد اشرف ڈھلوں' لاہور سے مرزا ندیم بیگ' گوجرانوالہ سے محمد ارشد انصاری' حافظ مشتاق' شاہد اسلم اور راقم نے اپنے اپنے موضوعات پر گفتگو کو نہایت دلنشین انداز میں پیش کیا۔ یوں دل کے اندر یہ احساس ابھرا کہ الحمدللہ امیر محترم کی فکر کو عوام الناس تک پہنچانے کے لئے ساتھیوں کی کمی نہیں اور نہ ہی سننے والوں کی کمی ہے بلکہ "ذرا نم ہو تو مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی" کے مصداق ہمیں ہمت جذبے اور لگن سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ الحمدللہ پورے شہر کے مختلف حصوں سے ہر عمر اور طبقے کے ۱۴ حضرات نے اس کورس میں داخلہ لیا تاہم ۷ احباب نے بلا ناغہ ۲۰ روز مکمل کئے۔ محترم حافظ مشتاق کا دل میں اتر جانے والا طریقہ تدریس احباب نے اتنا پسند کیا کہ اکثر قرآن کو ٹھیک پڑھنا شروع ہو گئے۔ خاص طور پر الیکٹرونکس مارکیٹ کے صدر مرغوب حسین میر نے متاثر ہو کر اپنی مارکیٹ کے تاجر حضرات کو آمادہ کیا کہ ۱۰/ ستمبر سے ایسا ہی پروگرام ہماری مارکیٹ میں بھی رکھا جائے۔ الحمدللہ اب تک ۲۵ تاجر حضرات فارم بھر چکے ہیں۔

۸/ ستمبر کو سو سیف واٹر فلٹر کی ماڈل ٹاؤن میں واقع کوٹھی میں' جہاں عربی اور فہم قرآن کورس چل رہا تھا' ایک پروقار اختتامی تقریب کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں کورس مکمل کرنے والوں کو تجوید پر مبنی کیسٹ' قاعدہ اور تنظیم کی فکر پر مبنی کتب کے علاوہ اسناد دی گئیں۔

مختلف شرکاء کورس نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور اس پروگرام کو گلی گلی منعقد کرنے پر زور دیا۔ آخر میں صدر محفل ثناء اللہ بھٹہ نے شرکاء میں اسناد تقسیم کیں اور اپنے صدارتی خطاب میں گوجرانوالہ میں باقاعدہ اکیڈمی کے قیام کے ضمن میں بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ اللہ کے فضل و کرم سے قرآن کی عمومی تعلیم اور تنظیمی فکر اب ایک تحریک کی شکل میں حلقہ گوجرانوالہ اور حلقہ کے دیگر علاقوں میں تمام ساتھیوں کی شب و روز محنت سے پھیل رہی ہے۔ کامیاب پروگرام کے انعقاد میں سو سیف کمپنی کی انتظامیہ اور دیگر رفقاء و احباب نے بھرپور تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرمائے۔ پروگرام میں جن موضوعات پر لیکچر ہوئے وہ مختصراً یوں ہیں۔ راہ نجات' تعمیر سیرت کے لوازم' حقیقت و اقسام شرک' نماز کی اہمیت' فرائض دینی کا جامع تصور' خلافت کی نوید اور حالات' اتحاد امت مسلمہ' مقصد آمد مصطفیٰ ' خلافت کے خدوخال' غلبہ دین کا صحیح طریقہ کار' نیکی کا تصور اور قرآن مجید کے حقوق۔ (رپورٹ : خورشید نبی نور)

میانوالی میں ریفریشر کورس کرنے والے اساتذہ سے خطاب

سالانہ تعطیلات کے حوالے سے ماہ جولائی میں ایلمنٹری کالج کے زیر اہتمام اساتذہ کے لئے پندرہ روزہ ریفریشر کورسز کا انعقاد ہوا۔ ہر کورس میں سو (۱۰۰) کے قریب اساتذہ شریک تھے۔ کورس کے شرکاء سے صادق صاحب نے حقیقت ایمان اور بشیر احمد صاحب نے دین و مذہب کا فرق اور فرائض دینی کے موضوع پر خطاب کیا۔ خطاب کا دورانیہ ایک گھنٹہ پر محیط تھا۔ بعد از خطاب شرکاء کی خدمت میں تنظیم اسلامی کا تعارفی و دعوتی لٹریچر پیش کیا گیا۔ ان کورسز میں چونکہ گرد و نواح کے پورے علاقہ کے سکولوں کے اساتذہ شریک تھے' اس لئے یہ پروگرام دعوتی نقطہ نظر سے انتہائی مفید ثابت ہوا۔ اسی طرح اگست کے ریفریشر کورس میں شرکت کرنے والے سینئر اساتذہ سے شادی بیگ صاحب موجودہ حالات میں اقامت دین کا طریق کار پر خصوصی خطاب کریں گے۔

(رپورٹ : حاجی محمد عبداللہ)

ضرورت رشتہ

تنظیم اسلامی سے وابستہ تجارت پیشہ' تعلیم یافتہ ۲۵ سالہ نوجوان کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔

☆ ☆ ☆

ایف اے مع دو سالہ دینی تعلیم کی حامل ۲۱ سالہ نیک سیرت اور امور خانہ داری کی ماہر شریف خاندان کی لڑکی کے لئے ارائیں فیملی سے رشتہ مطلوب ہے۔

☆ ☆ ☆

تنظیم اسلامی کے رفیق' اعلیٰ عہدہ پر فائز سرکاری ملازم کی ایم اے اسلامیات' ۲۳ سالہ بیٹی کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : نعیم اختر عدنان

36-K ماڈل ٹاؤن لاہور فون : 5869501-3

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۶، شمارہ ۳۱
سالانہ زرتعاون ۔/۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۵۸۶۹۵۰۱-۰۳

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

ہفتہ رفتہ کی خبریں

حکومت مسائل حل نہیں کر سکتی، لوگ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔ ○ قاضی حسین احمد

جماعت اسلامی پاکستان کے امیر قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ نواز شریف حکومت مفاد پرستوں کا ایک گروہ ہے، جس کے بارے میں عوام میں کوئی جوش وجذبہ نہیں ہے۔ اگر اس حکومت کو رخصت کر دیا گیا تو کوئی آنکھ اس کے لئے رونے والی نہیں ہو گی کیونکہ عوام نے یقین کر لیا ہے کہ یہ حکومت ان کے مسائل حل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ انہوں نے کہا کہ نج کاری کے نام پر امریکی یہودی پاکستان سمیت پوری دنیا کو خرید کر اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ اگر حکومت نے ریلوے، واپڈا اور ٹیلی کمیونیکیشن جیسے ادارے فروخت کر دیئے تو جماعت اسلامی بر سر اقتدار آکر انہیں دوبارہ قومی تحویل میں لے لے گی۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ اسلامی انقلاب کے لئے کرپشن سے پاک معاشرہ کا قیام بہت ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوگ جان گئے ہیں کہ بے نظیر اور نواز شریف ایک ہی سکہ کے دو رخ ہیں۔ تاہم لوگ ابھی تک مکمل طور پر جماعت اسلامی کے ساتھ نہیں ہیں، لوگ ہمیں دور سے دیکھ رہے ہیں۔ موجودہ مہم میں ۲۵ لاکھ سے زیادہ لوگ جماعت اسلامی کے ممبر بنے ہیں۔ اگر کارکن پورے جوش وجذبہ سے باہر نکلیں تو یہ تعداد ۵۰ لاکھ ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ چاروں صوبوں میں جماعت اسلامی کو پذیرائی ملی ہے، اسلامی انقلاب کے لئے تنظیم سازی ضروری ہے۔ کرپٹ انتظامیہ اور پولیس کے ہاتھوں لگے باندھے انداز میں اب یہ ملک نہیں چل سکتا۔ انہوں نے کہا کہ لوگ جماعت اسلامی سے ریڈیکل تبدیلیوں کی توقع رکھتے ہیں۔ (نوائے وقت، ۸/ ستمبر)

قائد کی برسی پر عہد کرتا ہوں، ان کے خوابوں کی تعبیر تک چھٹی نہیں کروں گا ○ نواز شریف

وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ سابقہ دور میں جیالے ملک اور قوم کا مال کھا گئے اور ملازمتیں میرٹ پر دینے کی بجائے دو دو، چار چار لاکھ میں فروخت کی گئیں۔ ہم قوم کے پیسے کو امانت سمجھتے ہیں اور ان شاء اللہ امانت میں خیانت نہیں کریں گے۔ ہم غریب عوام کی قسمت بدلنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج کے دن پاکستان کے بانی قائد اعظم کا وصال ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی قوم اور سپاہیوں کو کام، کام اور کام کا درس دیا تھا۔ ہم انہی اصولوں پر چل رہے ہیں اور آج چھٹی کے باوجود چھٹی نہیں کی۔ آج میں عہد کرتا ہوں کہ جب تک قائد اعظم کے خوابوں کی تعبیر نہ ہو جائے میں چھٹی نہیں کروں گا۔ پنڈال میں موجود غریب ہاریوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کسی کے تن پر کپڑا نہیں تو کسی کے پاؤں میں جوتی نہیں۔ موجودہ حکومت ایسے اقدامات پر عمل کر رہی ہے جس سے ہاریوں کو تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا بھی دستیاب ہو گا اور ان کے بچے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کر کے وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ، وزیر، ڈپٹی کمشنر اور ایس پی بھی بن سکیں گے۔ ہم ایسا پاکستان چاہتے ہیں جس میں ہاریوں کو ترقی کے بھرپور مواقع مہیا ہوں۔ بے زمین ہاریوں کو زمین دینے کا سلسلہ پھر شروع ہونے والا ہے۔ انہیں ٹیوب ویل اور ٹریکٹر بھی ملیں گے۔ ہم کسی کمیشن کے بغیر ہاریوں کو یہ چیزیں دیں گے۔ اب کمیشن لینے والے چلے گئے ہیں۔ (نوائے وقت، ۱۲/ ستمبر)

انگریز پادری نے چور کے ہاتھ کاٹنے کو درست قرار دے دیا

انگلستان کے تاریخی گرجا گھر کے پادری نے اعلان کیا ہے کہ چور کے ہاتھ کاٹ دینے چاہئیں۔ روزنامہ گارڈین کے مطابق ایک چور نے مذکورہ پادری کے گرجا گھر سے قریباً ۱۵۰ قیمتی اور تاریخی مجسمے چرا لئے تھے۔ گیارھویں صدی عیسوی کے گرجا گھر کے بڑے پادری رابرٹ نے بائبل کے حوالہ سے چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا کو درست قرار دے دیا۔ پادری نے کہا کہ انگلینڈ میں چور کا ہاتھ کاٹنے کا رواج نہیں ہے لیکن اس سزا سے بڑے بہتر نتائج پیدا ہو سکتے ہیں اور چور کم از کم دوبارہ یہ حرکت نہیں کر سکتا۔ پادری رابرٹ نے جرم و سزا کے حوالہ سے یہ بھی کہا کہ ریپ کے مجرموں کو جنسی طور پر ناکارہ بنا دیا جانا چاہئے۔ پادری نے سزائے موت کی بھی حمایت کی۔ (نوائے وقت ۱۳/ ستمبر)

مزار شریف کے نزدیک زبردست لڑائی، کامیابیوں کے متضاد دعوے

مزار شریف اور اس کے گرد و نواح میں افغانستان کی طالبان حکومت اور شمالی اتحاد کی فوجوں کے درمیان گھمسان کی جنگ جاری ہے۔ جنرل مالک نے دعویٰ کیا ہے کہ مزار شریف پر ان کا قبضہ برقرار ہے اور اقوام متحدہ کے نمائندے ناربرٹ ہال نے افغانستان کے متحارب گروپوں سے جنگ بند کرنے کی اپیل کی ہے۔ افغانستان کی سرکاری فوج نے مزار شریف پر قبضے اور شمالی اتحاد کی فوج کے خلاف بڑی کامیابیوں کے دعوے کئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مزار شریف میں شمالی اتحاد کے دفاتر پر اندرونی بغاوت کے ذریعے قبضہ کر لیا گیا اور طالبان لیڈروں کی اپیل پر شمالی اتحاد کے تین سو سپاہیوں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ طالبان نے دعویٰ کیا ہے کہ مزار شریف کے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر لی گئی ہے۔ ادھر جنرل مالک نے دعویٰ کیا ہے کہ مزار شریف پر ان کا مکمل کنٹرول ہے اور طالبان کے دعوے بے بنیاد ہیں۔ (دن ۱۳/ ستمبر)

سوگواروں اور آسمان کے آنسوؤں کے ساتھ مدر ٹریسا کو سپرد خاک کر دیا گیا

دکھی انسانیت، غریبوں کی ہمدرد، بیماروں کی مسیحا اور بے گھر ٹھکرائے ہوؤں کی ماں ٹریسا کو لاکھوں سوگواروں نے الوداع کیا۔ کلکتہ کے نیتاجی انڈور سٹیڈیم میں دعائیہ تقریب ہوئی، جس کے بعد مدر ٹریسا کے جسد خاکی کو ان کی رہائش مدر ہاؤس (مشنری آف چیریٹیز) میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کی میت کو ایک توپ گاڑی میں رکھ کر سینٹ تھامس چرچ سے سٹیڈیم لایا گیا۔ 5 کلومیٹر کے راستے میں لاکھوں افراد نے ان کا آخری دیدار کیا۔ آخری رسومات میں پوپ جان پال دوم کے خصوصی نمائندے کارڈینل سولانا نے دعا کی۔ بھارتی فوجی بینڈ نے سٹیڈیم کے باہر ماتمی دھنیں بجا کر اور مسلح افواج کے دستوں نے اپنی بندوقیں سرنگوں کر کے مدر ٹریسا کو خراج عقیدت پیش کیا۔ (جنگ ۱۴/ ستمبر)